امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 62/72

مورخہ ۲۸ رشوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۰ رمئی ۲۰۲۲ء روز سوموار

شمارہ نمبر 20

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، یادوں کے چراغ
■ آیئے ہم وقت کی قدر وقیمت کو پہچانیں
■ جذبات کو قابو میں رکھیے
■ فضول گفتگو سے خاموشی بہتر ہے
■ عورتوں کو وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے
■ اسرائیل، فلسطین تنازعہ
■ اخبار جہاں، ملی سرگرمیاں، ہفتہ رفتہ

بین السطور

مساجد کا تحفظ اور اس کا طریقۂ کار

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

بھاجپا کے ایک ترجمان کے مطابق تیس ہزار سے زائد مساجد اس وقت فرقہ پرستوں کے نشانے پر ہے، بابری مسجد ہاتھ سے نکل گئی، گیان واپی مسجد پر عدالتی کارروائی چل رہی ہے اور جلد ہی اس کے بارے میں کوئی فیصلہ سامنے آنے والا ہے، دہلی کی درجنوں مسجد میں نماز پر پابندی لگانے کے لیے عدالتوں میں درخواستیں زیر غور ہیں، قطب مینار کے قریب احاطہ میں واقع مسجد میں نماز پر پابندی لگادی گئی ہے اور پوجا کی اجازت کے لیے عرضی لگائی جاچکی ہے، جمہوریت کے تمام ستون اس طرح منہدم ہو چکے ہیں کہ اقلیتوں کی کوئی سن نہیں رہا ہے اور ایک خاص فرقہ کو خوش کرکے تکثیری سماج کے بل پر سب کچھ بدلا جارہا ہے، ایسے میں پورا ملک یہ جاننا چاہ رہا ہے کہ موجودہ حالت میں مساجد کے تحفظ کی کیا شکل ہوسکتی ہے، مسلم تنظیموں کے ذریعہ مختلف سطح پر میٹنگیں ہورہی ہیں، لیکن یہ الگ الگ میٹنگیں مسلمانوں کے درمیان آپسی اختلاف وانتشار کی مظہر ہیں، اتحاد امت کی کوشش کو اس سے بھی نقصان پہونچ رہا ہے، اس لیے ملت کے کاز اور مساجد کے تحفظ کے لیے متحدہ لائحہ عمل کی ضرورت ہے، جو بدقسمتی سے مختلف میٹنگوں کے باوجود عملی طور پر اب تک مسلمانوں کے سامنے نہیں آسکا ہے، اس سلسلے کی پہلی میٹنگ ماضی قریب میں محمود پراچہ نے بلائی تھی، لیکن بیل منڈھے نہیں چڑھ سکی اور اب محمود پراچہ کے اس کام میں غفلت اور بدعنوانی کے چرچے بھی عام ہیں، اس لیے پہلا کام تو یہی ہے کہ ہم آپس میں اتحاد پیدا کریں، مخلص اور غیر مخلص کو پہچانیں، ہر آدمی کے اندر اللہ رب العزت نے ایک قوت تمیزی رکھی ہے، جس کے ذریعہ ملک وملت کے مخلصین کی پہچان کی جاسکتی ہے، یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے کہ خلوص کے ناپنے کا کوئی پیمانہ آج تک ایجاد نہیں ہوا، اور یہ خالص دل کی کیفیت کا نام ہے، لیکن جب دل کی کیفیت عمل کے سانچے میں ڈھلتی ہے تو پتہ چل جاتا ہے کہ کون ملت کی برتری کے لیے کام کر رہا ہے اور کس کے پیش نظر ملت فروشی ہے، تاریخ کا اگر آپ کے پاس تھوڑا بھی علم ہے تو کئی لوگ سے آپ بھی واقف ہوں گے۔

دوسرا کام اپنے عمل کی اصلاح ہے، ایمان وعقیدہ کی پختگی کے ساتھ عمل صالح کو زندگی کا لازمہ بنانا چاہیے، ایمان تصدیق قلبی ہے اور عمل صالح اس کا خارجی مظہر اسی لیے ایمان کے ساتھ قرآن کریم میں بار بار عمل صالح کا ذکر کیا گیا ہے، خسران اور گھاٹے سے نکلنے کے لیے جن چار چیزوں کا قرآن میں ذکر ہے ان میں دو ایمان اور عمل صالح ہے، ہم دونوں میں کمزور واقع ہوئے ہیں، مواقع ملتے ہی ہمارا ایمان ڈگمگانے لگتا ہے اور ہمارے اعمال شرعی کم، غیر شرعی اور سماجی قسم کے زیادہ ہوگیے ہیں، ہم نے رسم ورواج اور اوہام کو اس قدر اوڑھ لیا ہے کہ دین کی اصل تصویر اور شبیہ غائب سی ہوگئی ہے، ایسے کمزور ایمان اور ایسی بدعملی اور بے عملی کے ساتھ اللہ کی نصرت کس طرح آسکتی ہے اور ہم اللہ کی نصرت قریب ہے، کا اعلان کن بنیادوں پر کر سکتے ہیں۔

مسجدوں کے تحفظ کے لیے تیسرا بڑا کام جماعت کی پابندی کے ساتھ نماز کی ادائیگی ہے، جن مسجدوں کو ہم نے خود ویران کردیا، نقل مکانی کرتے وقت ہمیں یہ یاد نہیں رہا کہ یہاں ایک اللہ کا بھی گھر ہے، پنجاب اور ہریانہ میں بہت ساری مسجدیں ایسی ہیں جہاں سے مسلمان نقل مکانی کر گیے اور آج وہ جانوروں کے طویلہ کے طور پر استعمال ہو رہا ہے، اس کے علاوہ بہت ساری مسجدیں ایسی ہیں جو غیر مسلموں کے علاقہ میں ہیں، انہیں بھی ہم نے اللہ بھر سے چھوڑ رکھا ہے، امام، مؤذن اپنی ڈیوٹی انجام دے رہا ہے، اور ہماری حاضری ان مسجدوں میں نہیں ہو رہی ہے، دھیرے دھیرے وہ بھی غیر مسلموں کے قبضے میں چلی جارہی ہیں، کئی مسجدوں کے بارے میں یہ خبر آتی رہی ہے کہ اس کے تقدس کو غیر مسلموں نے بچا رکھا ہے، کوئی اذان دینے والا نہیں ہے تو ٹیپ رکارڈ کی مدد سے وقت پر اذان ہو رہی ہے، لیکن یہ ہماری بے عملی کا مظہر ہے، اس لیے ہمیں تمام مساجد میں عموما اور غیر مسلم علاقوں میں خصوصا مسجدوں کو آباد رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے، ممکن ہے ایسی مساجد ہمارے گھروں سے دور ہوں اور اس کے لیے ہمیں جانا پڑے، لیکن مسجد کے تحفظ کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے، پھر ہر قدم پر ایک نیکی کا فرمان بھی موجود ہے، اللہ کے گھر کو آباد کرنے کے لیے جو قدم آپ کا اٹھے گا اس کے ہر قدم پر ایک نیکی تو پکی ہے، اس کے علاوہ جس نیت سے آپ جارہے ہیں اس میں اس ثواب کے زیادہ بڑھ جانے کا امکان ہی نہیں، یقین ہے۔

ملک میں جو نفرت کی لہر چل رہی ہے اور جس طرح غلط بنیادوں پر مسلمانوں کو مطعون کیا جارہا ہے اور ذرائع ابلاغ جھوٹ کی کھیتی کرا سے پھیلانے میں لگا ہے، ایسے میں یہ بات ضروری ہے کہ مسجد کا اندرونی حصہ بھی ہر وقت ہماری نگاہوں کے سامنے رہے، اس کے لیے مساجد میں سی سی ٹی وی کیمرے لگانا بھی تحفظ کے نقطۂ نظر سے ضروری معلوم ہوتا ہے، ہو یہ رہا ہے کہ دوسرے مذہب کے لوگ مسجد میں ممنوعہ اشیاء ڈال کر مسلمانوں کو بدنام کرنے کی مہم چلاتے ہیں، سی سی کیمرہ سے حقیقت کا پتہ چلے گا اور ہمارے لیے یہ ممکن ہوسکے گا کہ ہم دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی لوگوں کے سامنے لاسکیں، ہمیں معلوم ہے کہ تمام مساجد میں ایسا کرنا ممکن نہیں ہوگا، لیکن جتنی مسجدوں کو ہم کیمرے کی زد میں رکھ سکتے ہوں، ہمیں اس کا انتظام کرنا چاہیے۔

۱۹۹۱ء میں مذہبی عبادت گاہوں کے تحفظ کا ایک قانون بنا تھا، جس میں یہ کہا گیا تھا کہ ۱۹۴۷ء میں جو عبادت گاہ جس طرح تھی اور جس کے قبضے میں تھی اس کے خلاف کسی بھی عدالت میں معاملہ قابل سماعت نہیں ہوگا، اس قانون کی ان دیکھی کی جارہی ہے، اس قانون کی رو سے عدالتوں کو پہلے مرحلہ میں ہی ایسی عرضیوں کو نا قابل مسموع قرار دے کر خارج کردینا چاہیے تھا، لیکن ایسا ہو نہیں رہا ہے، عدالتیں سروے کا آرڈر بھی دے رہی ہیں اور ان پر سماعت بھی کی جا رہی ہے، یہ صراحتاً ۱۹۹۱ء کے قانون کے خلاف ہے، اگر ہم عدالت کو یہ سمجھا سکیں اور ہمارے قابل وکلاء جج حضرات کے سامنے اس قانون کے تقاضوں کو برتنے کی ضرورت واضح کرسکیں تو فرقہ پرستوں نے جو طویل سلسلہ مساجد اور عبادت گاہوں کو نزاعی بنانے کا شروع کر رکھا ہے اس پر لگام لگائی جاسکتی ہے، حکومت تو انہیں کی ہے اس لیے حکومت سے کوئی امید لگانا تو فضول اور احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے، لیکن عدالتیں اگر اپنے تحفظات سے اوپر اٹھ کر کام کریں تو اس قانون کا اطلاق ونفاذ محال نہیں ہے۔

ایک اور مسئلہ جس کی طرف ہماری توجہ کم جاتی ہے وہ ہے نئی تعمیر کے وقت مساجد میں استعمال ہونے والے سامان کا انتخاب، ہمیں چاہیے کہ ہم جو مساجد بلکہ گھر بھی تعمیر کریں تو ایسی اینٹیں نہ لگائیں جن کا برانڈ رام، گوپال، سیتا، کرشن، کنہیا وغیرہ ہو، اسی طرح تمام تعمیرات میں اسلامی ثقافت کو نمایاں رکھیں، غیر مسلم عبادت گاہوں کے طرز وانداز سے سختی سے گریز کریں، کیوں کہ ایک سو سال کے بعد ان مساجد سے نکلنے والی اینٹیں اور ان کے نقش ونگار مندر کے کھنڈرات معلوم ہوں گے اور ان پر قبضہ کی مہم چلے گی، اللہ نہ کرے کہ ایسا ہو لیکن احتیاط کرنے میں حرج ہی کیا ہے۔

ہماری مسجدیں اپنی ملکیت والی زمینوں پر تعمیر ہیں، یہ ایک حقیقت ہے، اسی لیے نیشنل ہائی وے کو فور لائن کرتے وقت ہماری مسجدیں اس کی زد میں نہیں آتیں، جب کہ ایک خاص فرقہ کی عبادت گاہیں کثرت سے سڑک کی زمین پر واقع تھیں، جنہیں منتقل کرنا پڑا، آئندہ بھی ہماری کوشش رہنی چاہیے کہ چھجے وغیرہ کی حد تک بھی ہم غیر قانونی طور پر تعمیرات کو آگے نہ بڑھائیں، تاکہ تجاوزات کے نام پر ہماری مسجدوں پر بلڈوزر نہ چلایا جائے، ہمیں معلوم ہے کہ جب ظالم کی نیت بدلتی ہے تو دلیل اور حجت کام نہیں آتی، پھر بھی ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔

مساجد کی آراضی اور عمارت کے تحفظ کا ایک طریقہ رجسٹریشن ہے، یہ رجسٹریشن وقف بورڈ میں بھی کرایا جاسکتا ہے اور ٹرسٹ کے ذریعہ بھی، وقف بورڈ کی جو حالت رہی ہے اس میں ایسا دیکھا گیا ہے کہ متولی اور کمیٹی کے بدلنے کے نام پر مقامی اور سرکاری سطح پر نئے نئے تنازعات سامنے آتے رہتے ہیں، اس لیے وقف بورڈ سے رجسٹرڈ کرانے میں وثیقہ جات میں ایسے اندراجات وکلاء کے مشورے سے ہونے چاہیے جس کی وجہ سے آئندہ کسی قسم کا نزاع نہ پیدا ہو، یہ نزاعات مسلک کے نام پر نئی کمیٹی بنا کر بھی کھڑے کیے جاتے رہے ہیں، میں نے مسلک کے نام پر مساجد کی قیمت لگاتے ہوئے مسلمانوں کو دیکھا ہے، ان سب سے بچانے کے لیے مضبوط دستاویز بنایا جائے اور وہی وقف بورڈ میں داخل کیا جائے اس کے لیے وقف بورڈ میں ایک فارم دستیاب ہے اس کو بھر کر جمع کرنے کے بعد انکوائری ضلعی کمیٹیوں کے ذریعہ کرائی جاتی ہے اور رپورٹ کو سامنے رکھ کر اسے وقف بورڈ میں رجسٹرڈ کردیا جاتا ہے۔

رجسٹریشن ٹرسٹ کے ذریعہ مقامی رجسٹری آفس میں بھی کرایا جاسکتا ہے، ٹرسٹ میں خدشات کم ہیں اور معاملہ ٹرسٹ کے ممبران تک محدود رہتا ہے، لیکن قانونی طور پر اس عمل سے مسجد کو تحفظ حاصل ہوجاتا ہے، ابھی اوقاف کے سروے کا کام چل رہا ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنی مساجد، قبرستان، مدارس وغیرہ کو اس میں رجسٹرڈ کرادیں، سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق پہلے سے جو اوقاف رجسٹرڈ نہیں ہیں، ان کا بھی سروے میں اندراج کرایا جاسکتا ہے، کیوں کہ وہ زمانہ قدیم سے اسی کام کے لیے وقف ہیں، اور منشاء واقف کے مطابق کام ہو رہا ہے، البتہ وہاں اندراج پر سخت نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے، ورنہ سرکاری کارندے کبھی قبرستان کو "کبیر استھان" اور گورستان کو "گئو استھان" لکھنے سے بھی باز نہیں آتا، اگر ایسا ہوا تو سروے کے بعد بھی مسائل کھڑے ہوں گے، ضرورت مسلمانوں کو مستعد ہونے اور رہنے کی ہے، ورنہ نفرت کی آندھی میں سب کچھ اڑتا چلا جائے گا۔

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

رہائشی مکان، اللہ کی ایک بڑی نعمت

”اللہ نے تمہارے لئے تمہارے گھروں کو سکون کی جگہ بنایا اور چوپایوں کے چمڑوں سے تمہارے لئے ایسے ڈیرے بنادیئے جن کو سفر میں چلنے کے دن اور ٹھہرنے کے دن ہلکا محسوس کرتے ہو، نیز بھیڑوں کے اون، اونٹوں کے بریوں اور بکریوں کے بالوں کے بہت سے سامان اور ایک وقت تک نفع کی چیزیں پیدا فرمادیں“ (سورہ نحل: ۸۰)

مطلب: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مختلف طرح کی متعدد نعمتیں عطا کی ہیں، اگر بندہ ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہے تو شمار نہ کرسکے، ذرا غور کیجئے کہ سانس لینے کے لئے ہوائیں چلائیں، بھوک و پیاس کی شدت کو ختم کرنے کے لئے غذا اور پانی فراہم کیا، چلنے پھرنے کے لئے زمین کو فرش بنایا، روشنی کے لئے سورج اور چاند بنائے اور آرام وسکون حاصل کرنے کے لئے رات بنایا تاکہ وہ اپنے گھر اور مکان میں راحت وآرام کرسکے، یہ گھر اور مکان اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے، جس کی قدر کرنی چاہئے اور شکران نعمت کے طور پر اپنے خالق کی وحدانیت وعظمت کے اعتراف میں خالص اس کی ہی بندگی اختیار کرنی چاہئے، اس لئے کہ جو لوگ گھر کی نعمت سے محروم ہیں اس کی زندگی اضطراری کیفیت میں گذرتی ہے، اللہ نے ان کے لئے یہ حکم دیا کہ تم صبر وتحمل سے میری بندگی میں لگے رہو ہم تمہارے لئے بھی راہ کو آسان کردیں گے اور یقین مانئے کہ جنہوں نے اللہ پر اعتماد کرکے جدوجہد کی اللہ نے ان کے لئے آسانیاں فراہم کیں، البتہ جنہیں اس وقت رہنے سہنے کے مکان عطا کیا وہ اس کی قدر کریں اور اللہ کی بندگی، اطاعت وفرمانبرداری میں لگے رہیں کہ یہی عبودیت کا تقاضا ہے کہ اس نے گھر جیسی نعمت عطا کی جہاں تم سکون وراحت حاصل کرتے ہو، اس لحہ کو ذہن میں تازہ کیجئے کہ بندہ دن بھر کی مصروفیات اور ذہنی اضطراب سے تھک جاتا ہے تو اس وقت قلبی سکون حاصل کرنے کے لئے راحت کا متمنی ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے مکان میں فراخی کے ساتھ جسم اور قلب کو سکون پہونچاتا ہے، مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے معارف القرآن میں لکھا کہ انسان کے مکان کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ اس میں سکون ملے، آج کی دنیا میں تعمیرات کا سلسلہ اپنے عروج پر ہے اور ان میں ظاہری ٹیپ ٹاپ پر بے حد خرچ بھی کیا جاتا ہے لیکن ان میں ایسے مکانات کم ہیں جن میں قلب اور جسم کو سکون حاصل ہو، بعض وقت مصنوعی تکلفات خود ہی آرام وسکون کو برباد کردیتے ہیں اور وہ بھی نہ ہو تو گھر میں جن لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے وہ اس سکون کو ختم کردیتے ہیں، ایسے عالی شان مکان سے وہ جھگی اور جھونپڑی اچھی ہے، جس کے رہنے والے قلب وجسم کو سکون حاصل کررہا ہو، آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان نعمتوں کا بھی ذکر فرمایا کہ اس نے انسان کو چوپایوں کے چمڑے سے بنے ہوئے گھر دیئے جنہیں وہ سفر وحضر میں اٹھائے پھرتے ہیں، ان جانوروں کے بالوں اور اون سے بنے ہوئے سامان، بستر اور کمبل وغیرہ دیئے جن سے لوگ ایک مدت تک استفادہ کرتے ہیں، یہ سب اللہ کی ایک عظیم قدرت کی نشانی ہے بندہ کو اس پر غور کرکے اللہ کی الوہیت کا اعتراف کرکے صرف اسی کی عبادت کرنی چاہئے۔

تین بدنصیب لوگ

”حضرت حارث بن وہبؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتلاؤں؟ صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ ضرور بتلایئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سرکش، بخیل اور متکبر جہنمی ہے“ (متفق علیہ)

وضاحت: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اوقات میں امت کی دینی واخلاقی کمزوری کی نشاندہی فرمایا اور اس سے بچنے کی تاکید کی، کیونکہ اس سے انسان اور جماعتوں کو روحانی اور مادی نقصانات پہونچتے ہیں تو وہ پوری قوم کی تباہی وبربادی کا سبب بن جاتی ہیں، سرکش انسان دوسروں کے حقوق پر دست درازی کرتا ہے اپنی غرض یا غصہ سے اندا ہوکر دوسروں پر ظلم کر بیٹھتا ہے، یہ اندھاپن قیامت کے دن ہولناک دن میں اندھیرا بن کر نمودار ہوگا، اس لئے سب مل کر ظالم کو اس کے ظلم سے روکیں اور اس کو خدا کے قانون کے آگے سرنگوں ہونے پر مجبور کریں، اگر ایسا نہیں کیا گیا تو وہ پوری قوم اور ملک کے امن وامان کو برباد کرڈالے گا، دوسرا وہ مالدار صاحب ثروت انسان جو اپنی دولت کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے گھبراتا ہے کہ مال کم ہوجائے گا، اس لئے وہ بخالت اور کنجوسی سے کام لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس کی دولت ہمیشہ رہنے والی ہے گویا اس کی محبت کا مرکز صرف دولت ہوتی ہے اور اسی کو زندگی کا مقصود جانتا ہے خدائے تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ایسے لوگ میری محبت کی دولت سے محروم رہیں گے اور دنیا میں بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں گرفتار رہیں گے، سب کچھ پاس ہونے کے باوجود اس کو نہ اچھا کھانا میسر ہوگا اور نہ اچھا پہننا، نہ عزت نصیب ہوگی اور نہ ہی کوئی مقام ومرتبہ حاصل کرسکے گا، ہر شخص اس کو ذلیل وخوار تصور کرے گا، اور جب اس کی آنکھ بند ہوگی تو پھر اس کے وارثین اس کی دولت کو اللے تللے اڑادیں گے، بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جس اولاد کے لئے وہ خود ساری عمر تکلیف اٹھاکر دولت جمع کیا تھا وہ اس مال مفت کو دم کی دم میں اڑادیتی ہے اور ہزاروں بری عادتوں میں مبتلا اور آخر میں مفلس وقلاش ہوجاتی ہے، آخری بات یہ کہ فخر وغرور کرنا اور اپنی عظمت وبڑائی کے تخیل میں دوسروں کو حقیر سمجھنا پرلے درجے کی حماقت ونادانی ہے، شیطان کو بس یہی دھوکہ ہوا تھا اس نے آدم کے مقابلہ میں اپنے کو بالاتر سمجھا تھا خدا نے اس کی اس شیخی پر اس کو مردود قرار دیا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے: ”إن اللہ لایحب من کان مختالا فخورا“ اللہ اس کو پیار نہیں کرتا جو مغرور ہو، علامہ سید سلیمان ندویؒ نے لکھا کہ اخلاقی اور معاشرتی حیثیت سے کبر وغرور کے جو ثمرات ظاہر ہوتے ہیں ان کا کوئی شمار ہی نہیں کیا جاسکتا، مثلاً ایک متکبر شخص عام لوگوں کے ساتھ اٹھنا، بیٹھنا، کھانا پینا، بات چیت کرنا اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے، اس کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ لوگ اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہیں، بلکہ بہت سے لوگوں کو اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ ان کو یہ شرف حاصل ہو، جب لوگوں سے ملتا ہے تو چاہتا ہے کہ لوگ اس کو پہلے سلام کریں، راستے میں لوگوں سے آگے چلنا چاہتا ہے، مجلسوں میں صدر بننے کی کوشش کرتا ہے، غرض اس کے ثمرات ونتائج ہزاروں اور صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے کہ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا،، چنانچہ امام غزالی نے اس حدیث کا یہ فلسفہ بیان کیا کہ مسلمانوں کے جو مخصوص اخلاق ہیں، وہی جنت کا دروازہ ہیں اور غرور ان تمام دروازوں کو بند کردیتا ہے اس لئے جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، یعنی دنیا کی طرح آخرت میں بھی مسلمانوں سے الگ تھلگ رہے گا (سیرۃ النبی: ۳۸/۶-۷) ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ یہ تینوں بداخلاقی کی وجہ سے دنیا وآخرت دونوں جہاں میں ذلت ورسوائی ہوتی ہے، اس لئے حدیث پاک میں ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم بتلایا گیا۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حالت حیض میں عمرہ کی ادائیگی

س: ایک عورت اپنے شوہر کے ساتھ عمرہ کے لئے گئی مکہ پہونچتے ہی اسے حیض آگیا اس کی عادت سات دنوں کی ہے، چھ دن مکہ میں قیام کے بعد اسے واپس آنا ہے، اب وہ کیا کرے کیا اسی حالت میں عمرہ کرسکتی ہے؟

ج: صورت مسئولہ میں مذکورہ خاتون کی واپسی کے وقت کو موخر کرانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے، اگر اس میں کامیابی نہ مل سکے تو بدرجہ مجبوری اسی حالت میں عمرہ (طواف، سعی اور بالوں کا قصر) کرکے احرام سے نکل جائے اور بحالت ناپاکی طواف کرنے کی وجہ سے ایک دم دے دے: ”وفی الفتح: لو طاف للعمرۃ جنبا أو محدثا فعلیه دم“ (رد المحتار: ۵۲۳/۲)

حج کے سفر پر روانگی کے وقت حیض آجانا

س: اگر کوئی عورت ہندوستان سے حج کے سفر پر روانگی کے وقت حالت حیض میں ہو تو وہ احرام کس طرح باندھے گی، نیز مکہ پہونچ کر عمرہ کس طرح کرے گی، اگر عمرہ کرنے سے پہلے مدینہ کی روانگی طے ہوجائے تو وہ کیا کرے گی؟

ج: عورت حالت حیض میں تلاوت قرآن، مسجد مس حاضری، نماز اور خانہ کعبہ کا طواف کے علاوہ حج کے تمام افعال یعنی منی میں قیام، عرفہ اور مزدلفہ کا وقوف، رمی، قربانی، بال کٹانا، ذکر واذکار، درود شریف ودیگر وظائف کا ورد یہ سب کرسکتی ہے، لہذا وہ ایسی حالت میں غسل اور صفائی کے بعد نیت کرکے تلبیہ پڑھ لے، احرام شروع ہوجائے گا، مکۃ المکرمہ پہونچ کر حالت احرام میں ہی رہے اور جب پاک ہوجائے تو عمرہ کرکے احرام سے نکل جائے: ”واذا اراد الاحرام اغتسل او توضأ والغسل افضل الا ان هذا الغسل للتنظیف حتی تومر به الحائض“ (الهندیة: ۳۸۰/۱) یمنع الحیض صلاۃ وصوما فتقضیه دونها ودخول مسجد والطواف“ (النهر الفائق، باب الحیض: ۱۳۰/۱)

اگر مکہ میں چند دن قیام کے بعد مدینہ منورہ جانے کا شیڈول حکومت کی جانب سے بن جائے تو اپنے طور پر مدینہ پاک کے سفر کو موخر کرانے کی ہر ممکن کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ مل سکے تو احرام ہی کی حالت میں مدینہ پاک چلی جائے، مدینہ پاک میں جب تک رہے، احرام کی حالت میں ہی رہے، ذکر واذکار اور استغفار کرتی رہے اور جب تک پاک نہ ہوجائے مسجد نبوی میں حاضر نہ ہو، مدینہ منورہ میں قیام کے دوران جب حیض سے پاک ہوجائے تو غسل کرکے مسجد نبوی میں جتنی نماز مل سکے ادا کرے، چونکہ وہ حالت احرام ہی میں ہے اس لئے مدینہ پاک سے مکہ واپسی پر پھر سے عمرہ کا احرام باندھنے کی ضرورت نہیں ہے، مکۃ المکرمہ پہونچ کر وہ عمرہ کا افعال طواف وسعی اور حلق کراکر احرام سے نکل جائے، عمرہ میں اس تاخیر کی وجہ سے اس پر کوئی دم لازم نہیں ہوگا: ”ولا یجب لتاخیر طواف العمرۃ ولالتاخیر سعیها ولالتاخیر الحلق شیء لان وقت العمرۃ واسع فی جمیع السنة“ (کتاب المسائل: ۳۹۵/۱)

عمرہ کے احرام میں ہونے کے درمیان حج کے ایام شروع ہوگئے

س: (۱) ایک عورت عمرہ باندھ کر مکہ گئی، لیکن حالت حیض میں ہونے کی وجہ سے وہ عمرہ نہیں کرسکی، اسی درمیان حج کے ایام شروع ہوگئے اب وہ کیا کرے گی؟ (۲) ایک عورت ہندوستان سے مکہ گئی عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ پاک گئی واپسی میں پھر عمرہ کا احرام باندھی، لیکن حالت حیض میں ہونے کی وجہ سے عمرہ نہیں کرسکی، اسی درمیان حج کے ایام شروع ہوگئے، اب وہ کیا کرے گی؟

ج: (۱) مذکورہ عورت جو عمرہ کا احرام باندھ کر ہندوستان سے مکۃ المکرمہ پہونچی، لیکن اس کے پاک ہونے اور عمرہ کرنے سے پہلے حج کے ایام شروع ہوگئے تو اب وہ بال کاٹ کر عمرہ کا احرام کھول دے گی اور حج کا احرام باندھ لے گی اور طواف زیارت کے علاوہ حج کے سارے افعال اسی حالت میں ادا کرے گی، طواف زیارت پاک ہونے کے بعد کرے گی اور بعد میں عمرہ کی قضا کرے گی، اس کا یہ حج تمتع نہیں رہے گا بلکہ افراد ہوجائے گا اور دم شکر اس پر واجب نہیں ہوگا، البتہ بغیر عمرہ کئے ہوئے احرام کھولنے پر دم جنایت لازم ہوگا: ”اذا أهلت بالعمرۃ متمتعة فحاضت قبل أن یطوف أن تترک العمرۃ تهل بالحج مفردۃ کماصنعت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها وانما یلزم دم لرفض العمرۃ“ (فتح الملهم)

(۲) صورت مسئولہ میں مذکورہ عورت جو ہندوستان سے مکہ گئی اور عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ پاک گئی واپسی کے وقت حائضہ ہوگئی، اسی حالت میں اس نے عمرہ کا احرام باندھا لیکن عمرہ کرنے سے پہلے حج کے ایام شروع ہوگئے تو اب وہ بال کاٹ کر عمرہ کے احرام سے نکل جائے گی اور حج کا احرام باندھ کر طواف زیارت کے علاوہ حج کے تمام افعال اسی حالت میں ادا کرے گی، اس کا یہ حج، حج تمتع ہوگا اور دم تمتع کے ساتھ ساتھ بغیر عمرہ کئے ہوئے احرام کھولنے پر دم جنایت بھی لازم ہوگا اور ایک عمرہ کی قضا بھی کرنی ہوگی۔

دوران حج حیض آجانا

س: اگر ایام حج میں عورت کو حیض آجائے تو وہ کیا کرے گی؟

ج: اگر کسی عورت کو دوران حج حیض آجائے تو وہ طواف زیارت کے علاوہ تمام افعال حج اسی طرح کرے گی جس طرح عام حجاج کرتے ہیں اور حیض سے پاک ہونے کے بعد طواف زیارت کرے گی: ”(ولو حاضت عند الاحرام أتت بغیر الطواف) لقوله علیه الصلوۃ والسلام لعائشة حین حاضت بسرف، افعلی مایفعل الحاج غیر أن لاتطوفی بالبیت حتی تطهری“ (صحیح بخاری: ۲۲۳/۱، البحر الرائق: ۶۴۹/۲)

لیکن اگر حالت حیض ہی میں ہو کہ وہاں سے وطن واپسی کا وقت آجائے اور وہاں قیام کرنے کی کوئی شکل نہ ہو تو ایسی صورت میں بدرجہ مجبوری وہ عورت حالت حیض ہی میں طواف زیارت کرے گی، البتہ اس پر ایک بڑے جانور کی قربانی حرم میں لازم ہوگی: فان طافت کانت عاصیة مستحقة لعقاب اللہ ولزمها الاعادۃ فان لم تعد کان علیها بدنة وتم حجها“ (البحر الرائق: ۶۴۹/۲) ـ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 62/72 شمارہ نمبر 20 مورخہ مورخہ ۲۸رشوال ۱۴۴۳ھ مطابق ۳۰رمئی ۲۰۲۲ءروز سوموار

امارت پبلک اسکول

امارت شرعیہ نے اپنے قیام کے وقت سے ہی بنیادی دینی تعلیم کے لیے مکاتب قائم کیے، لیکن عصری تعلیمی اداروں کے قیام کی طرف اکابر کی توجہ تھوڑی تاخیر سے ہوئی، اس تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ فطری طور پر مسلمان عصری تعلیم کی طرف راغب تھے، اور جگہ جگہ عصری تعلیم کے ادارے کام کر رہے تھے، جن سے مسلمان بچے بچیوں کی تعلیمی ضرورت پوری ہو رہی تھی۔

امیر شریعت رابع حضرت مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ نے محسوس کیا کہ جن عصری تعلیمی اداروں میں ہمارے بچے جا رہے ہیں، وہاں نہ تو اسلامی ماحول ہے اور نہ ہی بنیادی دینی تعلیم کا نظم، اس لیے حضرت نے عصری تعلیم کا پہلا اسکول قاضی نور الحسن میموریل اسکول کے نام سے کھولنے کی منظوری دی قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ اس کے پہلے سکریٹری ہوئے اور انہوں نے امیر شریعت کی حسب منشا اس میں رنگ بھرنے کا کام کیا، یہ ادارہ ترقی کرتا رہا، امیر شریعت سابع نے بچیوں کی بڑھتی تعداد اور مقامی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے اسے خالص لڑکیوں کا ادارہ بنا دیا، اس کی عمارت بہت مخدوش تھی اور خطرہ تھا کہ کوئی حادثہ نہ ہو جائے، اس لیے حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے اس کی تعمیر نو کا فیصلہ لیا اور الحمد للہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم کی توجہ سے اس کی عمارت بن کر تیار ہو گئی ہے اور جلد ہی وہاں تعلیمی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

حضرت امیر شریعت رابعؒ کے دور میں ہی مدرسہ معراج العلوم آسنسول قائم ہوا، جو بعد میں ترقی کر کے ام، ام یو ہائی اسکول ہو گیا، حضرت امیر شریعت سابع مفکر اسلام مولانا محمد ولی رحمانیؒ نے ایک بار مجلس میں مجھ سے دریافت کیا کہ ایم ایم یو کا پورا نام کیا بنتا ہے، میں نے کہا مدرسہ معراج العلوم اردو ہائی اسکول، فرمایا کہ مدرسہ اور اسکول کا جوڑ ایک ساتھ تو سمجھ میں نہیں آتا، میں نے عرض کیا کہ ایم ایم یو ہائی اسکول کا فل فارم مولانا منت اللہ رحمانی اردو ہائی اسکول بھی ہو سکتا ہے، بہت خوش ہوئے اور حکم میں لکھا کہ مولانا ثناء الہدیٰ کی تجویز کے مطابق اب اس اسکول کا پورا نام مولانا منت اللہ رحمانی اردو ہائی اسکول ہر کاغذ پر درج کیا جائے، تب سے یہی نام رائج ہے، یہاں ہائی اسکول تک کی معیاری تعلیم ہوتی ہے، لڑکے اور لڑکیوں کے کلاس الگ الگ ہوا کرتے ہیں، یہ اسکول آسنسول کے اسکولوں میں تعلیمی اعتبار سے بہت ممتاز ہے، کم فیس، اسلامی ماحول، دینی تربیت، بنیادی دینی تعلیم اردو میڈیم اس ادارہ کی شناخت اور پہچان ہے۔

اس سلسلے کو آگے بڑھانے کا خیال حضرت امیر شریعت سابعؒ کے ذہن میں اللہ نے ڈالا انہوں نے عصری تعلیم کے لیے پرائمری سطح کے اسکولوں کا خاکہ بنایا، منصوبہ سازی کی، نام پر گفتگو شروع ہوئی تو اللہ نے میرے ذہن میں ایک نام "امارت پبلک اسکول" ڈالا اور حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ کو یہ نام پسند آ گیا حضرت امیر شریعت نے ان دونوں اسکول کا ذمہ دار مجھے بنایا اور مقامی طور پر دونوں جگہ نگرانی کے لیے مولانا ابوالکلام معاون ناظم امارت شرعیہ کو نامزد، چنانچہ نگری پسکا رانچی اور گریڈیہ، بھنڈ اراڈیہ میں پہلے سے تعمیر شدہ عمارت میں اس نام سے ادارہ کھولا گیا، تعلیم کے آغاز کے لیے حضرت نے دونوں جگہ کا سفر کیا اور بڑے اجلاس سے خطاب کیا اور الحمد للہ کام چل نکلا، اور اب دھیرے دھیرے وہاں کے درجات میں اضافہ ہو رہا ہے، حضرت امیر شریعت سابعؒ نے اربا میں اپنے آخری سفر میں ایک اور اسکول کی بنیاد رکھی اور اس کا نام "امارت انٹرنیشنل اسکول" تجویز فرمایا۔

حضرت کے وصال کے بعد امیر شریعت ثامن حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی دامت برکاتہم نے امارت شرعیہ کے جن کاموں کو ترجیحی بنیاد پر اولیت دی ان میں "امارت پبلک اسکول" کے منصوبے کی توسیع شامل ہے، حضرت کے دور میں کٹیہار، پورنیہ، کٹک اور اربا (رانچی) میں معیاری ادارے کا قیام عمل میں آ چکا ہے، ان جگہوں میں طلبہ وطالبات کثرت سے داخل ہیں، ترانہ اور جاتے وقت ان کا اجتماع دیکھ کر دل میں خاص سرور وکیف پیدا ہوتا ہے، حضرت کی ہدایت ہے کہ ان بچوں کو پورے طور پر اسلامی ماحول، دینی تربیت اور بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ آگے بڑھایا جائے، حضرت کی خواہش ہے کہ ان کے یونی فارم میں بھی اس کا خیال رکھا جائے، ہاف پینٹ اسکاٹ اور ٹائی کے استعمال سے یونی فارم میں گریز کیا جائے۔

حضرت دامت برکاتہم نے اسکول ومدارس، مکاتب کے نصاب پر نظر ثانی کے لیے بھی چند افراد کی مختصر کمیٹی بنائی ہے جو نصاب پر نظر ثانی کر کے اسے موجودہ حالات کے مطابق عصری تقاضوں کے مطابق ترتیب دے گا، جلد ہی اس سلسلہ کی میٹنگ ہوگی اور حضرت کے ذہن میں ان اداروں کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا جو منصوبہ ہے وہ عملی طور پر ہمارے سامنے آئے گا اور ہم نئی نسلوں کے دین وایمان اور اسلامی اقعال واقدار کے تحفظ میں انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔

وطن کی فکر کرو لوگو

ہمارے ملک ہندوستان کا شمار پوری دنیا میں عظیم ترین جمہوری ملک کے طور پر ہوتا ہے، جمہوریت کی بنیادیں یہاں مضبوط ہیں اور اس کو مضبوطی عطا کرنے میں مقننہ (پارلیامنٹ، راجیہ سبھا اور اسمبلیاں)، عدلیہ (لوئر، اپر، ہائی اور سپریم کورٹ)، انتظامیہ (افسران، وزراء اور بیورو کریٹ)، اور ذرائع ابلاغ (پرنٹ اور الکٹرونک میڈیا) کا بڑا ہاتھ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان چاروں کو جمہوریت کی بنیاد کہا جاتا ہے، ان میں سے کوئی ایک کمزور ہو جائے تو جمہوریت کمزور ہو گی اور چاروں کمزور پڑ جائیں تو جمہوریت کی عمارت کو منہدم ہونے سے کوئی بچا نہیں سکتا۔

آزادی کے بعد ۱۹۵۰ء میں دستور ہند کے نفاذ کے وقت اس ملک کو سیکولر جمہوریہ قرار دیا گیا، اس وقت جن لوگوں کے ہاتھوں میں اقتدار کی باگ ڈور تھی، وہ اس دستور کے پابند تھے، انہوں نے غلام ہندوستان کو دیکھا تھا جدوجہد آزادی میں حصہ لیا تھا، حکمراں پارٹی پر مسلمانوں کا دبدبہ باقی تھا اور کوئی فیصلہ لیتے وقت حکومت بار بار سوچتی تھی کہ اس کا اثر رائے عامہ پر کیا پڑے گا اور انتخابی سیاست میں رائے دہندگان کا رخ اس فیصلے کے بعد کدھر ہوگا، پھر ہوا یہ کہ دھیرے دھیرے مقننہ میں ایسے لوگ آ گئے جن کی ذہنیت فرقہ واریت سے مسموم تھی، اور جن کے دلوں میں خدمت کے جذبہ کے بجائے مال ودولت کے حصول کا جذبہ پروان چڑھ چکا تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ جمہوریت کا پہلا ستون کمزور ہو گیا، ممبران کی خرید وبکری سے لے کر سوالات پوچھنے کے لیے رشوت لینے تک کے واقعات سامنے آئے، اس خرید وفروخت کی وجہ سے حکومتیں بنتی اور گرتی رہیں، آیا رام گیا رام کی مثل عام ہو گئی، سیاسی گلیاروں میں ہو رہی اس بدعنوانی نے لوگوں کے اعتماد کو ٹھیس پہونچایا اور عوام میں سیاسی لیڈران کی پکڑ ہی نہیں قدر بھی کم ہوئی، عدلیہ پر لوگوں کا اعتماد جما ہوا تھا، اور ہر ظلم کے خلاف انصاف کے حصول کے لیے لوگوں کی نظر ادھر جاتی تھی، لیکن بابری مسجد حقیت کے معاملے میں زمین کی تقسیم، جسٹس لویا کی موت اور عدالت عظمیٰ کے چار ججوں کے ذریعہ تاریخ میں چیف جسٹس کے رویہ پر ہونے والی پہلی پریس کانفرنس میں ججوں کے ذریعہ یہ اعلان کہ جمہوریت خطرے میں ہے نے عوام کے ذہن ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، ان معاملات کی وجہ سے جمہوریت کے اس دوسرے ستون پر بھی زوال کے آثار دکھنے لگے ہیں، خصوصا اس صورت میں جب عدالت میں بحالیاں قابلیت کے بجائے پارٹی وفاداری کی بنیاد پر کی جا رہی ہوں۔

جمہوریت کے تیسرے ستون انتظامیہ کا حال یہ ہے کہ فائل کو جس قدر مضبوطی سے آپ دوڑانا چاہتے ہیں، رشوت کے اتنے مضبوط پیسے کا استعمال کرنا ہوگا، اگر رشوت کا پہیہ نہ لگایا گیا یا مضبوط انداز میں نہیں لگایا گیا تو وہ فائل دفاتر میں سرک بھی نہیں سکتی ہے، کوئی کام کرانا ہے تو شبد ھاشلک (رشوت) دینا ہی ہوگا، اس طرح تیسرا ستون بدعنوانی میں کمر تک نہیں گردن تک ڈوب کر رہ گیا ہے۔

ان معاملات ومسائل نیز عوام کی پریشانیوں کو سرکاری محکموں تک پہونچانے کے لیے ذرائع ابلاغ چوتھا ستون تھا، اخبارات، ٹیلی ویزن وغیرہ کے ذریعے آواز اٹھانے پر حکومت کے کان کھلتے تھے اور اس کے نتیجے میں پریشانیاں دور ہوتی تھیں، لیکن اب ذرائع ابلاغ پرنٹ اور لکٹرونک میڈیا بھی حکمراں جماعت کے ہاتھ مال ودولت کی ہوس میں بک چکے ہیں، اس لیے اینکر، ٹی وی کے اناؤنسر فرقہ واریت پھیلانے، اقلیتوں کے مسائل کو دبانے اور حکومت کو شاباشی دینے میں لگے ہوئے ہیں، رائے عامہ ذرائع ابلاغ ہی بیدار کرتے تھے، ان کے بک جانے سے ملک کے عوام کے ذہن وسوچ کو صحیح رخ نہیں مل پا رہا ہے، جس کی وجہ سے جمہوری قدروں کا جنازہ نکلتا چلا جا رہا ہے، گویا خطرات کے بادل دین پر بھی منڈلا رہے ہیں مسلمان ایک زندہ قوم اور بیدار امت ہے، اس کے لیے مایوسی اور اللہ کی رحمت سے ناامیدی کفر کی طرح ہے، ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے نہیں رہ سکتے، ان حالات کو بدلنے کے لیے ایمانی جذبے، اسلامی حوصلے اور پوری قوت کے ساتھ کوشش کرنی ہوگی، اللہ کا وعدہ ہے کہ انسان کو وہ چیز مل جاتی ہے، جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔

یوپی کے یوگی

یوپی کی یوگی حکومت مرکز کی مودی حکومت سے مسلم مخالف فیصلے لینے اور کرنے میں آگے بڑھنا چاہتی ہے، تاکہ وہ فرقہ پرست تنظیموں اور آر ایس ایس کی منظور نظر بن جائے، اور ریاست سے مرکز تک پہونچنے کا خواب حقیقت کا روپ دھارن کر سکے، اس کے لیے پہلا فرمان اپنے پہلے دور حکومت میں مدارس اسلامیہ کے لیے یوگی جی نے جاری کیا کہ مدارس والے اپنی معلومات ویب پورٹل پر اپ لوڈ کریں، مدارس کے ذمہ داران بھی اپنے طرز پر جینے کے عادی ہیں، اس لیے اپ لوڈ کرنے کی تاریخ میں توسیع کے باوجود اس کام کو کر کے نہیں دیا۔

اتر پردیش میں حکومت سے منظور شدہ مدارس کی تعداد ۱۹۱۴۳ ہے، حکومت سے امداد صرف پانچ سو ساٹھ مدارس کو ملتی ہے، ڈاٹا اپ لوڈ کرنے کا حکم منظور شدہ بھی مدارس کے لیے تھا، ۱۶۴۶۱ مدارس نے ہی اس حکم کو تسلیم کیا، ۲۶۸۲ مدارس کی تفصیلات اپ لوڈ نہیں ہوئیں، جن میں عالیہ سطح کے ۸۳۶ غیر امداد یافتہ مدارس بھی شامل ہیں، جب کہ عالیہ سطح کے منظور شدہ مدارس کی تعداد وہاں ۴۵۳۶ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف ۳۷۰۰ نے ہی ان میں سے ڈاٹا آن لائن اپ لوڈ کیا ہے۔ خبر ہے کہ وزیر تعلیم نے ایک بار پھر ڈاٹا فراہم کرنے کی تاریخ میں توسیع کر دی ہے اور کہا ہے کہ مدارس کو سہولیات فراہم کرنے کے لیے حکومت کے پاس تفصیلات کا ہونا ضروری ہے، اس کا مطلب ہے کہ حکومت کی نیت صاف ہے، اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ ہمیں تو کچھ دال میں کالا ہی نظر آتا ہے، اور اس کو تقویت اس فرمان سے ملتی ہے جس میں مدارس کو حب الوطنی کے ثبوت کے طور پر ۲۶رجنوری اور ۱۵راگست کے پروگرام کی ویڈیو گرافی کر کے بھیجنے کو کہا گیا تھا۔ اپنی نئی پاری میں یوگی جی نے نئے مدارس کو منظوری دینے سے صاف انکار کر دیا ہے، اب کسی نئے مدرسہ کا الحاق نہیں ہوگا، اور نہ تنخواہ دی جائے گی۔

مدارس والوں کو پریشان کرنے کے لیے یوگی حکومت نے ایک دوسرا فرمان یہ جاری کیا ہے کہ مدارس اسلامیہ میں بھی دوسرے مذاہب کے تہواروں کے موقع سے چھٹی دی جائے گی، اس کے لیے مدارس کی معمولات والی تعطیلات میں کٹوتی کر کے نئے سال کے لیے فرصت کی فہرست سازی کی گئی ہے، اور ۹۲ سے گھٹا کر ۸۶ کر دیا گیا ہے، اس کی وجہ سے رمضان، عید، بقرعید کی چھٹیاں کم ہو گئی ہیں اور درگا پوجا، دیوالی، ہولی پر مدارس بند رکھنے کا فرمان جاری کیا گیا ہے، ایسا کسی دوسری ریاست میں نہیں ہے، یوگی حکومت کی مسلم مخالفت کا یہی حال رہا تو ممکن ہے آسام کی طرح جمعہ کی چھٹی منسوخ کر کے اتوار کو تعطیل کا دن نہ قرار دے دیا جائے، حالاں کہ اتوار بھی ہندوتو کے لیے کوئی "شبھ" دن تو ہے نہیں، اس فرمان پر مدارس والوں نے احتجاج درج کرایا تو اعلان آیا ہے کہ چھٹیاں کم نہیں کی گئی ہیں، بڑھا دی گئی ہیں، لیکن اس بڑھانے کے نتیجے میں تعلیم وتدریس کے ایام مزید کم ہو جائیں گے، اور طلبہ کا سخت تعلیمی نقصان ہوگا، جو پہلے ہی اساتذہ کے غیر تدریسی کاموں میں مشغول ہونے کی وجہ سے نصابی تعلیم کی تکمیل میں رکاوٹ کا سبب رہا ہے۔

تیسرا فرمان عدالت کے حکم کی روشنی میں مذہبی مقامات پر لاؤڈ اسپیکر سے متعلق آیا ہزاروں مسجدوں سے لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ آواز کی ترسیل کے چونگے اتار لیے گیے ہے اس فرمان کا اثر دوسرے مذاہب پر تو ہونے سے رہا، وہ مثل مشہور ہے کہ "سیاں بھئے کوتوال اب ڈر کا ہے کا" ان کے لیے تو یہی معاملہ ہوگا، رہ گیے مسلمان تو اس حکم کا اطلاق اس سختی سے مسلمانوں پر ہوگا، کہ مسجد کے منارے مائیک سے خالی ہو جائیں گے اور محلہ کے لوگ اذان کی آواز سننے کے لیے ترس جائیں گے، دوسری اقلیتوں کو بھی فوری طور پر اس کام کے لیے تگ ودو شروع کرنی چاہیے، تاکہ بعد میں ان کے لیے مسائل نہ کھڑے ہوں، یہ توقع کرنا کہ یوگی جی کا یہ فرمان آخری ہے، بیوقوفوں کی دنیا میں رہنے کے مترادف ہوگا، کیوں کہ خود ان کی اپنی ذہنیت فرقہ واریت کے جراثیم سے تیار ہوئی ہے، دوسرے وہ اپنے آقا کو خوش کرنے کے لیے کوئی بھی حکم دے سکتے ہیں اور چوں کہ وہ بھاری اکثریت سے یوپی کی گدی پر براجمان ہوئے ہیں، اس لیے ان کا فرمان نافذ العمل بھی ہوگا۔ اب اتر پردیش کی صورت حال یہ ہے کہ سڑکوں پر جمعہ اور عیدین کی نمازوں پر بھی پابندی لگی ہوتی ہے۔

ضرورت مسلمانوں کو تحمل برداشت کے ساتھ حالات سے مقابلہ کرنے کی ہے، وہاں کے علماء اور تنظیم کے ذمہ داروں کو بہت سوچ سمجھ کر منصوبہ بندی کرنی چاہیے، تاکہ مسلمانوں میں جو مایوسی پائی جا رہی ہے اس کو دور کیا جا سکے، اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ مسلمانوں کے لیے وہاں عرصۂ حیات تنگ نہ ہو، مسلمانوں نے انتخاب کے موقع سے منصوبہ بندی نہیں کی، اس کی سزا وہ بھگت رہے ہیں، کم از کم جینے اور زندگی گزارنے کی منصوبہ بندی تو ایسی کر لیں کہ نئی نسلوں کے ایمان کی حفاظت ہو سکے، اور وہ پورے مذہبی اقدار کے ساتھ زندگی گذارنے کے لائق رہ سکیں۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

✍: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی عمری مدنیؒ

مفسر قرآن جامعہ دارالسلام عمرآباد تامل ناڈو کے ناظم اعلیٰ، استاذ الاساتذہ، نامور عالم دین، اچھے شاعر، بہترین نثر نگار، کئی کتابوں کے مصنف ومولف مولانا حفیظ الرحمٰن عمری مدنی کا ۲۴ رمئی ۲۰۲۲ء مطابق ۲۲ رشوال ۱۴۴۳ھ بروز منگل دوپہر انتقال ہوگیا اور اسی دن بعد نماز عشاء دس بجے شب جنازہ کی نماز ادا کی گئی اور عمرآباد میں ہی تدفین عمل میں آئی، اہلیہ کا انتقال برسوں پہلے ہو چکا تھا، پس ماندگان میں تین بیٹیاں ہیں، مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی بن مولانا محمد نعمان اعظمی (م ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۱ء) بن عبد الرحمٰن شہید کی پیدائش ۳ راپریل ۱۹۴۱ء تامل ناڈو کے شہر عمرآباد میں ہوئی، دس سال کی عمر میں ہی والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا، تربیت کی ذمہ داری والدہ نے سنبھالی اور تنگ دستی کے باوجود اپنے بچوں کو عالم بنایا، مولانا کے والد جامعہ دارالسلام عمرآباد میں شیخ الحدیث کے منصب پر فائز تھے اور ان کا شمار میاں نذیر حسین محدث دہلویؒ کے نامور شاگردوں میں ہوتا تھا، مولانا کی ابتدائی تعلیم ناظرہ قرآن تک کی گھر پر ہوئی، حفظ قرآن کے لئے مولانا قاری عبد اللہ عمری کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کی، پھر جلد ہی دارالعلوم پرنامبٹ منتقل ہوگئے اور حفظ قرآن کی تکمیل مولانا محمود الحسن سے ہوئی، ۱۹۵۳ء میں جامعہ دارالسلام عمرآباد میں عربی کے ابتدائی درجہ میں داخل ہوئے، ۲۹ رجنوری ۱۹۶۱ء کو مروجہ ومتداولہ نصاب کی تکمیل کر کے سند فراغ حاصل کیا یہاں کی سند مولوی فاضل کے نام سے متعارف ہے، یہاں مولانا نے علامہ شاکر اعظمی، مولانا عبد الواحد عمری رحمانی، مولانا عبد السبحان، مولانا سید امین عمری اور مولانا ابو البیان حماد عمری سے کسب فیض کیا، مدراس یونیورسیٹی سے افضل العلماء کی سند بھی حاصل کی، نومبر ۱۹۶۱ء میں کلیۃ الشریعۃ جامعہ اسلامیہ مدینۃ المنورہ میں داخلہ لیا اور یہاں سے بی اے کے مساوی سند لی، یہاں کے اساتذہ میں شیخ بن باز، شیخ ناصر الدین البانی، شیخ محمد امین شنقیطی، شیخ عبد المحسن بن عباد، حافظ محمد گوندلوی، شیخ عبد الغفار رحمہم اللہ کے اسماء گرامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ ۱۹۶۵ء میں مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد سہ روزہ مدینہ بجنور میں کچھ دن اور روزنامہ دعوت دہلی میں چند ماہ نائب مدیر کی حیثیت سے کام کیا، پھر مادر علمی جامعہ دارالسلام عمرآباد تشریف لے آئے اور ۱۱ رفروری ۱۹۶۶ء سے جامعہ دارالسلام عمرآباد سے منسلک ہوگئے اور تادم واپسیں اس ادارہ کی خدمت کرتے رہے، وہ جامعہ کے ترجمان ''راہ اعتدال'' کے مدیر اعزازی بھی تھے، جامعہ دارالسلام عمرآباد سے متعلق رہنے کے درمیان آپ نے نائجیریا اور ملیشیا کا بھی سفر کیا اور کم وبیش آٹھ سال ۱۹۷۶ سے ۱۹۷۸ء تک نائجیریا اور ۱۹۸۲ء سے ۱۹۸۶ء تک ملیشیا میں قیام پذیر رہے، اور وہاں درس وتدریس وعظ وتذکیر کے فرائض انجام دیے۔

مولانا کو اللہ تعالیٰ نے تصنیف وتالیف کا خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا، آپ کی تصنیفات میں متاع قرآن، فکری یلغار، میری زندگی کا حاصل، اسلام میں اختلاف کے آداب، ارض حرم میں پہلا قدم (سفرنامہ حج وعمرہ) اور خطبات کا مجموعہ صدائے دل مشہور ومعروف ہیں۔

میری ان سے برسوں پہلے اسلامک فقہ اکیڈمی کے سمینار منعقدہ جامعہ دارالسلام عمرآباد میں ملاقات ہوئی تھی، وہ انتہائی چاق وچوبند اور مثالی قسم کے انسان تھے، ظاہری شکل وصورت اور وضع وقطع متاثر کن نہیں تھی، لیکن جب زبان کھولتے اور قلم چلتا تو علم کا سمندر ابلتا، وہ اپنے مسلک پر عامل ہوتے بھی دوسرے مسالک کی قدر کرتے اور ان کے واجبی اکرام واحترام میں کمی نہیں آنے دیتے، ان کی فکر انتہائی معتدل تھی اس اعتدال کی ترویج واشاعت کو انہوں نے اپنی زندگی کا نصب العین بنا رکھا تھا، شاید اسی لیے جامعہ کے ترجمان کا نام ''راہ اعتدال'' رکھا گیا تھا، اس سفر میں میری ملاقات مولانا ابو البیان حماد صاحب سے بھی ہوئی تھی، انہوں نے راہ اعتدال کے کئی شمارے میرے حوالہ کیا تھا، میں ان دنوں مدرسہ احمدیہ ابابکر پور میں تھا، جوانی کا جوش تھا اس لیے فکر میں اعتدال کی کمی تھی، جن فرقوں کو صراط مستقیم سے ہٹا پاتا تو اس کے خلاف بولتا اور لکھتا بھی، بلکہ ایک انجمن تھی جس میں ویشالی ضلع کے بڑے علماء فرقۂ ضالہ منحرفہ پر اپنی تحقیقات پیش کرتے، کئی مقالے جن کو میں نے امارت شرعیہ آنے کے بعد اپنی فہرست سے نکال دیا ہے، اسی زمانہ میں لکھے گیے، ایسے میں راہ اعتدال کے شماروں سے فکر کو معتدل کرنے اور جارحانہ لب ولہجہ کے بجائے سنجیدہ اسلوب اختیار کرنے میں بڑی مدد ملی، پھر جب امارت شرعیہ آگیا تو یہاں اس کا کوئی موقع ہی نہیں تھا، یہاں کلمہ کی بنیاد پر اتحاد کی دعوت دی جاتی ہے اس لیے مسلک اور فرقوں پر گفتگو کا سلسلہ ہی بند ہوگیا، لیکن فکری اعتدال پیدا کرنے میں راہ اعتدال نے اپنا کردار ادا کیا، مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب جیسا کہ پہلے مذکور ہوا، اس رسالہ کے مدیر اعزازی تھے۔

مولانا کی ذات میں تواضع وانکساری بدرجہ اتم تھی، جامعہ میں بڑے عہدے پر فائز تھے، علم پختہ تھا، جس میں گہرائی بھی تھی اور گیرائی بھی، نظامت سے وابستہ تھے، اس لیے مختلف مزاج کارکنوں سے ہر روز واسطہ پڑتا تھا، جنہیں برتنا اور ڈیل کرنا آسان کام نہیں ہوتا، لیکن مولانا کا مزاج ایسا تھا کہ سب کو برت لیتے اور ان کی ضروریات کی تکمیل کرتے، ضرورت پڑنے پر دار وگیر اور تنبیہ سے بھی باز نہیں آتے، لیکن انداز ہر حال میں مشفقانہ ہی رہتا، اس لیے لوگ ان کی قدر کرتے تھے، اور اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے کے باوجود ان سے بات کرتے اور اپنی بات رکھتے جھجک نہیں محسوس کرتے تھے۔

مولانا ہمارے درمیان نہیں رہے، ان کے ہزاروں شاگرد اور ان کی تصنیف کردہ کتابیں ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، عالم برزخ میں انہیں ان کی نیکیوں کا صلہ مل رہا ہوگا اور اللہ رب العزت نے ان کے سیات سے درگذر کر کے فرشتوں کے ذریعہ ''نم کنومة العروس'' کا مژدہ سنا دیا ہوگا اور وادخلی جنتی سن کر زندگی بھر کی تکان دور ہوگئی ہوگی۔

کتابوں کی دنیا

✍: ایڈیٹر کے قلم سے

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی حیات

ہمارے عہد میں حضرت مولانا مفتی تمیم اشرف قاسمی صاحب کا شمار ''موفق من اللہ'' لوگوں میں ہوتا ہے، ان کی صلاحیت وصالحیت، زہد وورع، تقریر وتحریر، خلوص وللہیت، تقویٰ اور طہارت کی ایک دنیا قائل ہے، ان کی انہیں صلاحیتوں کی وجہ سے حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب ''حضرت مولانا قمر الزماں الہ آبادی اور حضرت مولانا پیر ذو الفقار احمد صاحب نقشبندی مدفیوضہم سے انہیں خلافت حاصل ہے، میں نے مصلی الحستبور بردبئ میں ان کی تقریریں سنی ہیں اور بارہا ان سے استفادہ کیا ہے، خردنوازی کے طور پر انہوں نے اپنی بعض کتابوں پر تقریظ بھی لکھوائی ہے، محبت بانٹتے ہیں، محبت کرتے ہیں اور سراپا محبت ہیں، پہلی خلافت ان کو حکیم اختر صاحب سے ملی ہے اس لیے یہ رنگ ان پر غالب ہے، لوگ ان کی طرف ان کی نرم دلی اور بے پناہ محبت کی وجہ سے کھینچے چلے آتے ہیں، میں نے ان کی محبت میں لوگوں کو گرفتار ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ جو گرفتار ہوگیا پھر نکل نہیں پاتا ہے، انہوں نے مسجد غریر دبئ میں زمانہ تک درس حدیث بھی دینے کا کام کیا ہے۔

ان کی کتابیں جو اہل علم کے نزدیک مقبول ومتعارف ہیں، ان میں دیدار الٰہی کا شوق، حق جل مجدہ کی باتیں (الاحادیث القدسیہ کی شرح) معارف قدسیہ، تجلیات قدسیہ، وصایا انبیاء واولیاء، کیمیائے درویشاں، اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، علامات سعادت، عقیدہ ختم نبوت، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، احادیث عقیدہ ختم نبوت، علامات قیامت، سچے اور جھوٹے نبی میں فرق، سچے اور جھوٹے مسیح میں فرق، امام مہدی احادیث کی روشنی میں، ایصال ثواب کا مسنون طریقہ، تلاوت کلام اللہ سے قبل استعاذہ کی حکمتیں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

مفتی صاحب کی سلسلہ تحفظ ختم نبوت کی چھٹی کتاب ''رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی حیات'' اس وقت میرے سامنے ہے، اس موضوع پر یہ کوئی پہلی کتاب نہیں ہے، ساٹھ سے زائد کتابیں اس موضوع پر عربی اور اردو میں مطبوعہ شکل میں موجود ہیں، جن میں ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب سابق ڈائرکٹر اسلامک اکیڈمی مانچسٹر یوکے کی اردو تصنیف ''مدارک الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء علیہم السلام'' کو خاص اہمیت حاصل ہے، سات سو بانوے (۷۹۲) صفحات پر مشتمل یہ کتاب اکابر علماء، دیوبند کی نظر میں انتہائی معتبر ہے۔

حضرت مفتی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخی زندگی پر روشنی ڈالی ہے، مفتی صاحب کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں میں موضوع کے مالہ وماعلیہ اور جزئیات پر سیر حاصل بحث کرتے ہیں، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بحث کی اس کتاب میں ضرورت نہیں تھی، لیکن غور کی نظر اس کے فوائد کی طرف رہنمائی کرتی ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر یہ بحث نہیں کی جاتی تو موضوع تشنہ رہ جاتا، مفتی صاحب نے اس موضوع پر کم وبیش دوسو اکہتر ذیلی عنوانات کے تحت روشنی ڈالی ہے، اور مدلل گفتگو سے موضوع کو ثابت کیا ہے، حالاں کہ بقول حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم ''یہ ایک نازک اور مشکل موضوع ہے اور اس کی تشریح وتوضیح میں کسی قدر اہل سنت والجماعت کا اختلاف رہا ہے، متکلم اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کے مطابق ''آپ (مفتی صاحب) نے اس اجماعی عقیدہ کو دلائل کے ساتھ بیان فرما کر اہل سنت والجماعت کے موقف کی ترجمانی فرمائی ہے''۔

مفتی محمد عارف باللہ القاسمی نے لکھا ہے کہ ''انبیاء علیہم السلام کی برزخی حیات کے مسئلے کا حق ادا کیا گیا ہے اور دلائل وبراہین کی فراوانی کے ساتھ علمی نکتے اور سینہ بسینہ منتقل ہونے والے اسرار نے اس کتاب کی قدر وقیمت کو مزید بڑھا دیا ہے''۔

واقعہ یہ ہے کہ یہ اہل سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے اور نصوص میں اس کی بنیادیں موجود ہیں، کیوں کہ شہداء کو قران میں زندہ کہا گیا ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے، ظاہر ہے انبیاء کرام کی برزخی حیات شہداء کی بہ نسبت اقوی واعلیٰ ہے، البتہ اس کو دنیاوی حالات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ نے فتاویٰ محمودیہ میں اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''برزخ کے حالات کو مشاہدہ کے حالات پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، قیاس الغائب علی الشاہد ناجائز ہے، کم از کم دوسو جگہ اس کو امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۳/۹۷)

اس سلسلہ میں استدلال ان احادیث سے بھی کیا جاتا ہے، جس میں مذکور ہے کہ زمین پر انبیاء کے اجسام کا کھانا حرام قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور وہ نماز پڑھتے ہیں۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء– الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون.

اس کے علاوہ انبیاء کی میراث تقسیم نہیں ہوتی، کیوں کہ ان کی برزخی زندگی عام انسانوں سے الگ ہوتی ہے، اس طرح ازواج مطہرات سے دوسرا کوئی نکاح نہیں کرسکتا، اگر عام انسانوں کی طرح ان کی برزخی زندگی ہوتی تو ترکہ بھی تقسیم ہوتا، اور ازواج مطہرات اگر نبی کے نکاح سے نکل گئی ہوتیں تو نکاح ثانی بھی جائز ہوتا، لیکن ان کو امہات المؤمنین کا درجہ دے کر نکاح ثانی کے لیے ہمیشہ ہمیش کے لیے حرام قرار دے دیا گیا، حضرت مولانا یوسف بنوریؒ نے اسی بات کو اپنے خاص علمی انداز میں لکھا ہے:

''عدم نکاح بالازواج المطہرات اور عدم توریث وغیرہ کی علت اصل حیات کو کیا جائے تو درست ہے بہر حال حکم شرعی کی کوئی علت ہی ہوتی ہے اور یہاں تو علت ازقبیل العلل المعتبرہ کے ہوگی، نہ کہ علل مرسلہ کی قسم سے اور اس علت کی تنقیح، اصولی تنقیح، الفاظ اور تحقیق المناط سے زیادہ قطعی ہوگی۔ (تسکین الصدور ۲۵)

کتاب کا آغاز تقاریظ سے ہوتا ہے، جو حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، مولانا الیاس گھمن، مولانا مفتی احمد خان پوری، مفتی محمد عارف باللہ قاسمی کے قلم سے ہے، مقدمہ خود مؤلف نے لکھا ہے تفصیلی لکھا ہے اور موضوع کے مختلف گوشوں کی طرف راہنمائی کی ہے، دوسو بہتر صفحات پر مشتمل یہ کتاب ادارۃ دعوۃ الحق مادھوپور، سلطان پور ڈاکخانہ ٹھاہر وایا رونی سید پور ضلع سیتامڑھی سے حاصل کی جاسکتی ہے، کتاب پر ہدیہ/قیمت درج نہیں ہے، اس لیے اگر اس نمبر پر 7999999869 پر فون کر لیں تو مفت بھی حاصل ہو سکتی ہے، کتاب خوبصورت چھپی ہے، جلد خوبصورت اور کاغذ عمدہ ہے، جلی قلم ہونے کی وجہ سے کمزور بینائی والے بھی پڑھ سکتے ہیں، کتاب کی سیٹنگ کرنے والے نے فنی مہارت کا ثبوت نہیں دیا ورنہ اندر کے اوراق بھی خوبصورت دکھتے، ہمارے دور میں جب مسلمات دین پر اعتراضات کیے جاتے ہیں اور نئی نسل اجماعی عقائد سے بھی انحراف کر رہی ہے اس کتاب کا ہر گھر میں رہنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

کلک: مولانا رضوان احمد ندوی

ایک صحابیہ کا عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

جنگ احد کے دوران مدینہ منورہ میں خبر پھیل گئی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہوگئے، اس خبر کے پھیلتے ہی مدینہ میں کہرام مچ گیا، عورتیں روتی ہوئیں گھروں سے باہر نکل آئیں، ایک انصاریہ عورت نے کہا جب تک اس کی خود تصدیق نہ کرلوں، میں اسے تسلیم نہیں کروں گی، چنانچہ وہ اس ایک سواری پر بیٹھی اور اپنی سواری کو اس پہاڑ کی طرف بھگایا، کافی قریب آئیں تو ایک صحابی آتے ہوئے ملے ان سے پوچھتی ہیں: "مابال محمد صلی اللہ علیہ وسلم" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حال معلوم نہیں، البتہ میں نے دیکھا کہ تیرے بیٹے کی لاش فلاں جگہ پڑی ہوئی ہے، اس عورت کو جوان سال بیٹے کی شہادت کی خبر ملی مگر وہ ٹس سے مس نہیں ہوئی،

اس ماں کے دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اثر ڈالا ہوا تھا کہ بیٹے کی شہادت کی خبر سنی مگر کوئی پرواہ نہیں کی، سواری آگے بڑھاتی ہیں ایک اور صحابی ملے، پوچھتی ہیں، مابال محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں، البتہ تیرے خاوند کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے، یہ عورت پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی اور آگے بڑھی کسی اور سے پوچھا، مابال محمد صلی اللہ علیہ وسلم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ جواب ملا مجھے معلوم نہیں، البتہ تیرے والد کی لاش فلاں جگہ پڑی ہے، اسی طرح بھائی کے لاش کے بارے میں بھی بتایا گیا کہ فلاں جگہ پڑی ہے مگر یہ عورت پھر بھی ٹس سے مس نہ ہوئی، آگے ایک اور صحابیؓ ملے، پوچھی ہیں: "مابال محمد صلی اللہ علیہ وسلم" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلاں جگہ موجود ہیں، چنانچہ سواری کو ادھر بڑھاتی ہیں، جب وہاں پہونچیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے تھے وہاں اپنی سواری سے نیچے اتر گئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کا ایک کونہ پکڑ کر کہا: "کل مصیبة بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم سهل" (میرے اوپر تمام مصیبتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے بعد آسان ہوگئیں۔(خطبات ذوالفقار:۱۰۲/۲)

صحبت کے انمول موتی

حضرت امام زین العابدین نے اپنے بیٹے باقرؒ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، بیٹا! چار آدمیوں کے پاس نہ رہنا، راستہ چلتے ہوئے ان کے ساتھ تھوڑی دیر کے لئے بھی نہ چلنا، کہنے لگے کہ میں بڑا حیران ہوا کہ وہ اتنے خطرناک ہیں! پوچھا کہ وہ کونسے آدمی ہیں؟ فرمایا: ایک بخیل آدمی اس سے کبھی دوستی نہ کرنا، اس لئے کہ وہ تجھے ایسے وقت میں دھوکہ دے گا جب تجھے اس کی بہت ضرورت ہوگی، دوسرا جھوٹا آدمی، کہ وہ دور کو قریب ظاہر کرے گا، اور قریب کو دور اور تیسرا فاسق آدمی کیونکہ وہ تجھے ایک لقمہ کے بدلے یا ایک لقمہ سے بھی کم میں بیچ دے گا، کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا، ابو! ایک لقمہ میں بیچنا تو سمجھ میں آتا ہے، ایک لقمہ سے بھی کم میں بیچنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا: کہ وہ تمہیں ایک لقمہ کی امید پر بیچ دے گا اور چوتھا قطع رحمی کرنے والا آدمی کیونکہ میں نے قرآن میں کئی جگہ اس پر لعنت دیکھی ہے یہ باپ کی صحبت کے انمول موتی تھے جو بیٹے کو مل رہے تھے، ایک وہ وقت تھا کہ باپ اپنے بیٹوں کو نصیحت کیا کرتے تھے۔

بھائی کی عزت کی خاطر ہدیہ قبول کرلیا

ایک شخص نے حضرت اصمؒ کو مجمع میں ہدیہ پیش کیا، پہلے تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا پھر دینے والے نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول کرلیا، لوگوں نے پوچھا کہ حضرت اگر آپ کو لینا ہی تھا تو پہلے انکار کیوں کیا اور جو نہ لینا مقصود تھا تو بعد میں آپ نے قبول کیوں کیا، حضرت اصمؒ نے فرمایا کہ اصل میں تو مجھ کو لینا مقصود نہ تھا اس لئے انکار کردیا تھا، مگر پھر میں نے دیکھا کہ اس وقت مجمع میں ہدیہ رد کردینے سے اس شخص کی ذلت ہوگی اور میری عزت اور لے لینے سے میری ذلت ہوگی کہ انکار کے بعد لے لیا اور اس کی عزت ہوگی تو میں نے اپنے بھائی کی عزت کو اپنی عزت پر ترجیح دی۔

نفس کشی کے بغیر اصلاح ممکن نہیں

ایک شیخ نے اپنے کسی نوکر سے کہا کہ فلاں آدمی کے پاس سے گذرو اور کوئی گندگی لے کر اس کے قریب سے گذرنا اور دیکھنا کہ اس کی حالت کیا ہوتی ہے، جب وہ آدمی قریب سے گذرا تو وہ صوفی صاحب ناک منہ چڑھا کر کہنے لگے تمہیں نظر نہیں آتا کہ میں بھی بیٹھا ہوا ہوں، شیخ کو پتہ چلا تو فرمایا کہ ابھی کام باقی ہے کچھ عرصہ کے بعد پھر وہ گندگی لے کر قریب سے گذرا اب یہ خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے، اس نے آکر کیفیت بتائی، حضرت نے فرمایا: پہلے سے کچھ بہتری ہوگئی ہے، مگر اب یوں کرنا کہ جب اس کے قریب سے گذرو تو کچھ گندگی اس کے اوپر گرادینا اور پھر دیکھنا کہ یہ کیا کہتا ہے، انہوں نے قریب سے گذرتے ہوئے گندگی اوپر گرادی صوفی صاحب نے ان کو غصے کی نظر سے دیکھا اور کہا تجھے نظر نہیں آتا کہ کوئی بیٹھا ہوا بھی ہے یا نہیں، حضرت نے فرمایا: ہاں، ابھی نفس کا اژدہا مرا نہیں، چنانچہ کچھ عرصہ اور محنت کروائی، پھر فرمایا آئندہ ساری گندگی اس کے اوپر ڈال کر دیکھنا چنانچہ اس نے قریب سے گذرتے ہوئے اس طرح گندگی گرائی کہ صوفی صاحب پر گری، وہ صوفی صاحب کھڑے ہوکر اس کے کپڑوں سے گندگی صاف کرنے لگے اور کہنے لگے کہ آپ کو کہیں چوٹ تو نہیں لگی، اس نے جاکر یہی بات بتادی، شیخ نے کہا، الحمدللہ اب نفس کا اژدہا مرگیا ہے "میں" مٹ چکی ہے اب اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر عاجزی اور انکساری پیدا فرمادی ہے، لہذا ان کو اجازت وخلافت عطا فرمادی، ایسی محنت جس کو کروانے کے بعد شیخ کسی سے امتحان لے اور امتحان میں وہ پورے اترے اس کو سنت اصلاح کہتے ہیں۔(خطبات ذوالفقار:۹۱/۴)

ایک سالک کی اصلاح کا نرالہ انداز

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے واقعہ لکھا ہے کہ ایک سالک صاحب! اپنے شیخ کے پاس ذکر سیکھنے کے لئے آئے، اللہ کی شان کہ وہ عورت جو صفائی کرنے کے لئے آیا کرتی تھی وہ اچھی شکل کی تھی اور وہ سالک صاحب اسے دیکھا کرتے تھے، اس عورت نے شیخ کو بتادیا کہ جی یہ جو آپ کا نووارد مہمان ہے، اس کی نگاہیں بدلی بدلی ہیں، جب اس نے شیخ کو یہ بات کی تو اسے قدرتاً اسہال کی شکایت ہوگئی اور اسے اس دن کئی مرتبہ بیت الخلاء میں جانا پڑا۔

اگلے دن اس کی بڑی بری حالت تھی، لیکن چونکہ اس کو کام پر جانا تھا، اس لئے وہ پھر آگئی، جب اس کی نظر اس پر پڑی تو دیکھا کہ اس کی ہڈیاں نکلی ہوئی تھیں اور پہلے والی چمک نہیں تھی، لہذا اس نے دیکھتے ہی اپنا چہرہ دوسری طرف کرلیا اور اس سے کہا کہ جلدی سے یہاں سے چلی جا، اس نے جاکر شیخ سے یہ بھی بتادیا، انہوں نے کہا، بہت اچھا اب تو چلی جا، چنانچہ وہ چلی گئی اب انہوں نے اس کو بلوایا جب وہ آیا تو شیخ اس سے فرمانے لگے کہ میں نے تجھے اس لئے بلوایا ہے کہ آپ اپنے محبوب کو جاکر دیکھ لیجئے، اس نے کہا، حضرت! کہاں ہے؟ فرمایا: بیت الخلاء میں جب وہ وہاں گیا تو دیکھا کہ وہاں نجاست ہی نجاست ہے، وہ کہنے لگا، حضرت! بدبو آرہی ہے، فرمانے لگے کل وہی خاتون تھی تو اسے تم للچائی نظروں سے دیکھ رہے تھے اور آج بھی وہی خاتون ہے اور وہ لالچ نہیں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کا تجھے لالچ تھا وہ اس سے جدا ہوگئی ہے اور وہ یہی نجاست ہے لہذا معلوم ہوا کہ تجھے اسی چیز کے ساتھ عشق تھا، اس لئے ہم نے جانا کہ آپ کو اپنے محبوب کے ساتھ ملوادیا جائے۔(خطبات ذوالفقار، ص:۱۸۳)

ذکر الٰہی سے فیضان باری کا ورود

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنے زمانہ کا ایک واقعہ لکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں شیخ الہند کے پاس جلالین پڑھا کرتا تھا، ایک رات تکرار کرنے بیٹھا (تکرار طلبہ کے لئے ضروری ہے: "لکل شیء باب وباب العلم التکرار") فرماتے ہیں ایک اشکال ایسا وارد ہوا وہ رفع ہی نہیں ہوتا تھا، بڑی کوشش کی حتی کہ حاشیہ بھی دیکھا پھر بھی سمجھ میں نہ آیا، اوروں سے بھی پوچھا پھر بھی سمجھ میں نہ آیا اب چونکہ میں تکرار کرایا کرتا تھا اس لئے طلبہ نے کہا کہ میاں کل کا درس شروع ہونے سے پہلے اسے تم حضرت (شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھ لینا، تاکہ پچھلا سبق کلیر ہوجائے (بات صاف ہوجائے) پھر اگلے سبق میں دشواری نہ ہو، میں نے ذمہ داری قبول کرلی، کہنے لگے صبح فجر کا وقت ہوا میں اپنی کتاب لے کر مسجد میں آگیا، فجر کی نماز پڑھی اور سلام پھیر کر میں جلدی اٹھا مگر حضرت شیخ الہندؒ اٹھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے، جہاں وہ فجر کے بعد سے لے کر اشراق تک تخلیہ میں وقت گذارتے تھے، جب میں دروازے پر پہونچا تو کنڈی بند پائی، مجھے بڑی کوفت ہوئی میں نے اپنے نفس کو بہت ہی برا بھلا کہا کہ تو نے سستی کی کہ حضرت اندر چلے گئے اب وہ اشراق پڑھ کر باہر نکلیں گے اور بعد سبق پوچھنے کا وقت ہی باقی نہ رہے گا میں سوچا کہ اب نفس کو سزا دینی چاہئے وہ سخت ٹھنڈی کا موسم تھا میں نے کہا یہیں باہر کھڑے ہوکر انتظار کردو تاکہ جب حضرت باہر نکلیں تو پھر فوراً پوچھ لیا جائے اور سبق سے پہلے پوچھنے کا کام مکمل ہوجائے، فرماتے ہیں کہ میں باہر کھڑا ہوگیا اور حالت میری یہ تھی کہ میں ٹھنڈی سے ٹھٹھر رہا تھا، میں نے سنا کہ اندر سے "لا الہ الا اللہ" کے ضرب لگانے کی آواز آرہی تھی، حضرت ذکر کررہے تھے اور مزہ مجھے آرہا تھا ایسا ذکر تھا، یہاں تک کے ذکر کی لذت میں مجھے پھر سردی کا احساس بھی نہ رہا لیکن جب حضرت نے دروازہ کھولا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس موسم میں حضرت نے اس شد ومد کے ساتھ ذکر کیا تھا کہ جب دروازہ کھولا تو پیشانی پر پسینے کے قطرے نظر آرہے تھے کہنے لگے کہ حضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اشرف علی تم یہاں کیسے؟ عرض کیا کہ حضرت ایک اشکال وارد ہوا ہے اس کا جواب آپ سے پوچھنا ہے حضرت نے فرمایا کہ کونسی جگہ؟ تو میں نے کتاب کھولی حضرت نے وہیں کھڑے کھڑے تقریر فرمانی شروع کردی، جب حضرت نے تقریر شروع کی تو میں حیران رہ گیا کہ نہ الفاظ مانوس تھے اور نہ معانی سمجھ میں آرہے تھے، ایسا کلام فرمارہے تھے کہ کچھ سمجھ میں نہ آیا، بات ختم کرنے پر فرمایا: اشرف علی کچھ سمجھ میں آیا، اب میں نے اپنے دل میں کہا کہ حضرت تھوڑا نزول فرمایئے تاکہ ہمیں بھی بات سمجھ میں آئے، میں نے کہا حضرت بات سمجھ میں نہیں آئی، جب حضرت نے یہ سنا تو وہیں دوبارہ کھڑے کھڑے تقریر شروع کردی، کہنے لگے کہ اب کی بار جو تقریر کی اس کے الفاظ تو کچھ مانوس سے لگے لیکن معنی اب بھی پلے نہیں پڑرہے تھے، دوسری مرتبہ حضرت نے پھر پوچھا کہ سمجھے میں نے پھر عرض کیا کہ حضرت میں تو نہیں سمجھ سکا تو فرمانے لگے کہ اچھا اشرف علی! میری اس وقت کی باتیں تمہاری سمجھ سے بالاتر ہیں کسی اور وقت میں مجھ سے پوچھ لینا، یہ کہکر حضرت چلے گئے فرماتے ہیں کہ ہمارے مشائخ اتنا ذکر کا اہتمام کرتے تھے اور اس کی وجہ سے اس وقت معارف کا اتنا نزول ہوتا تھا کہ ایک لفظ کو کئی رنگ سے باندھتے تھے جو طلبہ کی استعداد سے بالاتر ہوا کرتا تھا۔(دوائے دل، ص:۱۲۱)

محبت میں باہر آنے نہیں دیتے

ایک آدمی نے مچھلی خریدی اور ایک مزدور سے کہا کہ گھر پہنچادو تو اتنی مزدوری مل جائے گی، مزدور نے کہا بہت اچھا تاہم اگر راستے میں نماز کا وقت ہوگیا تو میں پہلے نماز پڑھوں گا پھر مچھلی پہنچاؤں گا، اس آدمی نے رضامندی کا اظہار کیا، جب چلے تو کافی دور جاکر اذان ہوئی، مزدور نے کہا کہ حسب وعدہ میں تو نماز پڑھوں گا، آدمی نے کہا بہت اچھا میں مچھلی کے پاس کھڑا رہتا ہوں تم جلدی سے نماز پڑھ کر آجاؤ، مزدور مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہوگیا، جب دوسرے لوگ نماز پڑھ کر باہر نکل آئے تو بھی یہ مزدور نماز پڑھ رہا تھا۔

اس آدمی نے دیکھا کہ بہت دیر لگ گئی تو آواز دینے لگا، اے میاں اتنی دیر ہوگئی، تمہیں کون باہر آنے نہیں دیتا، اس مزدور نے جواب دیا کہ جناب جو آپ کو اندر نہیں آنے دیتا وہی مجھے باہر نہیں جانے دیتا، سبحان اللہ عشق ومحبت والوں کا عجیب حال ہوتا ہے، وہ نماز میں یوں محسوس کرتے ہیں جیسے اپنے محبوب حقیقی سے راز ونیاز کی باتیں کررہے ہوں۔(عشق الٰہی، ص:۴۴)

Scanned with CamScanner

آیئے-ہم وقت کی قدر و قیمت کو پہچانیں

☆☆☆ حضرت مولانا محمد سفیان قاسمی ☆☆☆

وقت ایک متحرک شئے ہے، محنت اور حرکت کا فطری اور کائناتی تعلق ہے اور اسی محنت پر دنیا کی ترقیات کا مدار ہے اور بشرط ایمان واخلاص لوجہ اللہ برکتوں کے اضافے کے ساتھ اس محنت میں دنیا اور آخرت کی کامیابیوں کے راز ہائے سر بستہ پنہاں ہیں، گویا کامل اخلاص کے ساتھ کی جانے والی حرکت اور محنت میں ہی برکت ہے اور یہی حرکت دراصل وقت کا صحیح استعمال ہے۔

آیئے! ہم وقت کی قیمت کا تجزیہ کریں جو وقت گزر گیا وہ قیامت تک لوٹ کر آنے والا نہیں ہے، زندگی پیچھے نہیں لوٹتی، وقت نے ہم سے جو کچھ لوٹ لیا وہ ملنے والا نہیں ہے، یہ وہ دروازہ ہے جس سے ایک دفعہ گذر گئے تو اس سے واپس جانا ممکن نہیں ہے، اس تصویر کا فقط ایک رخ ہے، اس صحرائے ''کل'' میں جو قافلہ گم ہو گیا وہ منزل سے رہ گیا۔ پھر ہمارے ہاتھ میں کیا ہے؟ آئندہ کل پر دسترس نہیں، سوائے آج کے ہماری کوئی ''متاع'' نہیں، لہٰذا اسی ''آج'' میں محنت کرنی ہے، گذشتہ کل میں جو نقصان ہو گیا ہے اس کی تلافی اسی آج میں کرنی ہے۔ یہی محنت کا وہ بروقت اور صحیح استعمال ہے جس کی حضرت حق جل مجدہ کی بارگاہ میں قدر دانی بھی ہے اور برکات ربانی کا ورود بھی ہے اور اسی پر نتائج وثمرات کا انحصار ہے۔

اے دل! گذشتہ کل پر رو نہیں، آج کے ملنے پر شکر کر، کل کے چکر میں نہ آ کہ اس کل کے بھنور میں اکثر ڈوبے اور ایسے ڈوبے کہ پھر ابھر نہ سکے، اٹھ، کمر ہمت باندھ کہ وقت کا قافلہ رخت سفر باندھ چکا ہے، جو کچھ ہاتھ میں ہے اس کو اپنی سب سے قیمتی متاع سمجھ اور وقت کے قافلے کے ساتھ چل، نہیں تو یہ کاروان علم وعمل یہ زندگی کا قافلہ غبار راہ کی طرح چھوڑ جائے گا اور آفات وحوادث کی ہوائیں اور ان کی بلاخیزیاں اٹھا کر حسرتوں اور نامرادیوں کی نہ جانے کن وادیوں میں جا پھینکیں گی اور راہ حیات میں تیرے آثار ونشانات بھی مٹ جائیں گے۔ وقت ماضی، حال اور مستقبل کے تین خانوں میں تقسیم ہے، چنانچہ مہلت عمل کا نام ہی وقت ہے، ذاتی اعتبار سے نہ اس میں خیر ہے اور نہ شر بلکہ اس کے خیر وشر کا تعین اس میں ادا کئے گئے عمل کے اعتبار سے ہے۔ کسی نے اہل فکر ونظر سے سوال کیا کہ دنیا کی چیزوں میں وہ کون سی چیز ہے جو سب سے زیادہ طویل بھی ہے اور سب سے زیادہ مختصر بھی، سب سے زیادہ تیز بھی ہے اور سب سے زیادہ سست رفتار بھی، سب سے زیادہ تقسیم ہو جانے والی بھی ہے اور سب سے زیادہ کھینچی جانے والی بھی، سب سے زیادہ نظر انداز کی جانے والی بھی اور ضائع ہو جانے پر سب سے زیادہ افسوس کی جانے والی بھی، ایسی چیز جو معمولی چیزوں کو دوام بھی بخش سکتی ہے اور غیر معمولی چیزوں کو ختم کرنے کی عکس بر عکس صلاحیت بھی رکھتی ہو؟ ارباب دانش نے جواب دیا کہ: وقت سے زیادہ طویل چیز کوئی نہیں کیوں کہ میر ابدیت کا پیمانہ ہے اور وقت سے زیادہ مختصر کوئی چیز نہیں کیوں کہ یہ ہمارے منصوبوں، آرزوؤں اور امنگوں کے لئے ہمیں مختصر اور ناکافی ثابت ہوتا ہے اور جو کسی امید وانتظار میں ہو اس کے لئے وقت سے زیادہ سست رفتار کوئی شے نہیں اور جو خوشی ومسرت کے لحات میں ہو اس کے لئے وقت سے زیادہ تیز رفتار کوئی چیز نہیں، طول میں یہ ابدیت تک جا پہنچتا ہے اور چھوٹا ہونے کی بات ہو تو ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصہ میں کیا بلکہ کروڑوں، اربوں حصہ میں تقسیم ہو سکتا ہے، ہر شخص اس کو نظر انداز کرتا ہے اور سب ہی اس کے ضائع ہو جانے پر کف افسوس کرتے ہیں، وقت کے بغیر کچھ نہیں کیا جا سکتا، یہ معمولی واقعہ کو اگلی نسل تک منتقل ہونے سے پہلے ہی طاق نسیان کے حوالے کر دیتا ہے اور ہر ایسے عمل کو لافانی بنا دیتا ہے جو واقعی عظیم ہو۔ مولانا ابوالکلام آزاد غبار خاطر میں رقم طراز ہیں کہ: عرب کے مشہور فلسفی اور شاعر ابوالعلاء معری نے زمانے کا پورا پھیلاؤ تین دنوں کے اندر سمیٹ دیا ہے جس کی عکاسی درج ذیل اشعار میں کی ہے:

ثلاثة ایام ھی الدھر کله　　　و ماھن الا الامس و الیوم و الغد
وما القمر الا واحد غیر انه　　　یغیب و یأتی بالضیاء المجدد

(یہ سارے کا سارا زمانہ تین ہی دن تو ہے جو گذشتہ کل، آج کا دن اور آئندہ کل ہی تو ہیں اور چاند اگرچہ ایک ہی ہے مگر وہ غائب ہونے کے بعد اگلے دن نئی روشنی کے ساتھ طلوع ہوتا ہے)۔

لیکن تین زمانوں کی تقسیم میں یہ نقص تھا کہ جسے ہم ''حال'' کہتے ہیں وہ فی الحقیقت ہے کہاں؟ یہاں وقت کا جو احساس ہمیں میسر ہے وہ یا تو ''ماضی'' کی نوعیت رکھتا ہے یا ''مستقبل'' کی اور انہی زمانوں کا ایک اضافی تسلسل ہے جسے ہم ''حال'' کے نام سے پکارنے لگتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ''ماضی'' اور ''مستقبل'' کے علاوہ وقت کی ایک تیسری نوعیت بھی ہمارے سامنے آتی رہتی ہے لیکن وہ اس تیزی کے ساتھ آتی ہے اور نکل جاتی ہے کہ ہم اسے پکڑ بھی نہیں سکتے، ہم اس کا پیچھا کرتے ہیں لیکن ادھر ہم نے پیچھا کرنے کا خیال کیا اور ادھر اس نے اپنی نوعیت بدل ڈالی، اب وہ ہمارے سامنے ''ماضی'' ہے جو جا چکا ہے یا ''مستقبل'' ہے جو ابھی آیا ہی نہیں لیکن خود ''حال'' کا کوئی نام ونشان دکھائی نہیں دیتا، جس وقت کا ہم نے پیچھا کرنا چاہا وہ ''حال'' تھا اور جو ہماری پکڑ میں آیا وہ ''ماضی'' ہے۔ گویا حقیقت حال کو بصیرت کے ساتھ اور قریب ہو کر دیکھیں تو واقعہ یہ ہے کہ انسانی زندگی کی پوری مدت ایک صبح اور ایک شام سے زیادہ نہیں ہے، صبح آنکھیں کھلیں، دن امید وبیم میں گزرا، رات آئی تو پھر آنکھیں بند ہو گئیں۔ ''لم یلبثوا الا عشیة او ضحٰها'' یہی وقت کی حقیقت اور ماہیت ہے، اسی حقیقت وماہیت کے داعی علامہ اقبال بھی ہیں کہ وقت ایک دائمی حرکت کا نام ہے جو کسی منزل پر نہیں رکتا، سفر اس کے لئے برگ وساز اور حقیقت کی حیثیت رکھتا ہے۔ زمانے کی اس حقیقت کو کہ وقت کا قافلہ فقط تڑپنے، پھڑکنے اور حرکت میں رہنے کا نام ہے اور اس میں اس کی راحت ہے، انہوں نے اپنے کلام میں جا بجا واضح کیا ہے اور وقت کی اس حقیقت سے نقاب اٹھایا ہے۔ دین اسلام نے انسان کو یہ بتلایا ہے کہ اس کا ہر ہر چیز پر حساب ہوگا اور ایک ایک چیز کے بارے میں باز پرس ہوگی، افعال، اقوال، اعمال کا حساب دینا ہوگا، کراماً کاتبین انسان کی ایک ایک حرکات وسکنات کو قلم بند کر رہے ہیں اور بروز محشر اس کے اعمال نامے کو ''علی رؤس الشهاد'' پیش کیا جائے گا، ایسا نہ ہو کہ آج خواب غفلت میں پڑے رہو اور کل قیامت کے دن یہ کہو کہ ہمیں خبر بھی نہ تھی، علم نہ تھا، لہٰذا وقت دنیا کی سب سے قیمتی دولت ہے اس سے جو فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھا لو، آج فراغت ہے، کل اپنے ساتھ بے شمار مشغولیتیں لے کر آ رہا ہے، آج صحت ہے کل نہ معلوم کس بیماری کا شکار ہو جاؤ، آج زندہ ہو کل منوں مٹی تلے دفن ہو جاؤ، اس لئے جو کرنا ہے آج کر لو، جو کمانا ہے آج کما لو، جو فائدہ اٹھانا ہے آج اٹھا لو، ورنہ ''الوقت کا السیف ان لم تقطعه لقطعک'' وقت دو دھاری تلوار ہے اگر تم نے اسے نہ کاٹا تو وہ تمہیں کاٹ ڈالے گی عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ وقت کی قدر وقیمت کو پہچانو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی والی نے امت مسلمہ کو پہلے ہی فرما دیا تھا کہ: ''نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغة'' صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے سلسلے میں بے شمار لوگ خسارے میں رہتے ہیں۔ موت برحق ہے، ہم کہیں بھی رہیں موت ہمیں نہیں چھوڑے گی، ہر عمل کا ایک وقت معلوم ہے لیکن انسان موت کا وقت نہیں جانتا ہے، انبیاء کرام کی نصیحتیں بھی یہی رہی ہیں کہ وقت کے بارے میں ہوشیار رہو، وقت کو برباد نہ کرو، پل پل اور لحظہ لحظہ کا حساب دینا ہے، تاریخ بھی ہمیں یہی سبق دیتی ہے، صدیوں کا تجربہ بھی ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ دنیا میں جس قدر کامیاب وکامران ہستیاں گزری ہیں ان کی کامیابی وناموری کا راز صرف اور صرف وقت کی قدر اور اس کے صحیح استعمال میں مضمر ہے، اس لئے کہ وقت گذرتے ہوئے واقعات کا ایک دریا ہے، اس کا بہاؤ نہایت تیز اور زبردست ہے، جوں ہی کوئی چیز اس کی ضد میں آتی ہے اس کی لہر میں اسے اپنے ساتھ بہالے جاتی ہیں اور پھر اس کی جگہ دوسری شئے لے لیتی ہے لیکن وہ بھی اسی طرح بہہ جاتی ہے، حضرت حق جل مجدہ کے ہاتھ سے سال اور مہینے ریت کے ذروں کی طرح گرتے ہیں اور وقت کے اس تیز بہاؤ میں سرعت رفتاری کے ساتھ اپنا وجود کھو کر عدم کا حصہ بن جاتے ہیں۔ عرف عام میں ایک مثل مشہور ہے ''الوقت من الذهب'' یعنی وقت بھی ایک سونا ہے، لیکن یہ صرف ان لوگوں کے لئے صحیح ہے جو موجودات کی قدر وقیمت محض قیاس وتصور کے ذریعہ ہی کر سکتے ہیں تاہم جو لوگ پاکیزہ خیالات ونظریات اور بلند پایہ افکار کے حامل ہوتے ہیں ان کے یہاں تو وقت گنج گراں مایہ کی حیثیت رکھتا ہے اور ان کے نزدیک وقت کا مقام نہایت ارفع واعلیٰ ہے، وہ کہتے ہیں کہ ''الوقت هو الحیاة'' وقت ہی زندگی ہے، کیونکہ لمحہ فکریہ یہ ہے کہ اس دنیا میں انسان کی زندگی ہی کیا ہے؟ اس کی پیدائش اور موت کے درمیان معمولی سا غیر یقینی اور بے اندازہ وقفہ ہی تو ہے جس کو ہم زندگی سے تعبیر کرتے ہیں، سونا تو آنے جانے والی چیز ہے، آج اگر ہاتھ سے نکل گیا تو کل پھر آ سکتا ہے اور پہلے سے کئی گنا زیادہ بھی آ سکتا ہے لیکن جو وقت اور زمانہ گذر چکا ہے وہ کسی صورت اور کسی بھی قیمت واپس نہیں آ سکتا، اس تناظر میں غور کیجئے کہ کیا وقت سونے سے زیادہ قیمتی چیز نہیں ہے؟

کیا وقت الماس ویاقوت، ہیرا و زمرد سے زیادہ مہنگا نہیں ہے؟ وقت ہمارے پاس اس طرح آتا ہے جیسے کوئی دوست بھیس بدل کر آتا ہے اور چپ چاپ بیش قیمت تحفہ جات اپنے ساتھ لاتا ہے، لیکن اگر ہم اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے تو وہ اپنے تحائف سمیت کر خاموشی سے واپس چلا جاتا ہے اور پھر کبھی لوٹ کر واپس نہیں آتا، ہر صبح منادِ فطرت صدائیں دیتا ہے خالق کائنات کی جانب سے ان گنت نعمتیں آئی ہیں لیکن وقت ضائع کرتے کرتے ان نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت بھی رفتہ رفتہ ختم ہو جاتی ہیں۔ کھوئی ہوئی دولت، محنت وکفایت شعاری سے پھر حاصل ہو سکتی ہے، کھویا ہوا علم مطالعہ سے مل سکتا ہے، کھوئی ہوئی تندرستی کا دوا و پرہیز کی پابندی سے واپس آنے کا امکان ہے لیکن کھویا ہوا وقت لاکھ کوششوں کے باوجود بھی واپس نہیں آ سکتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ وقت ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کے لئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور تضیع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے، یہ منٹ، گھنٹے اور دن جو غفلت میں گذرے ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچ جاتی ہے، گویا اگر آپ کی عمر سے پانچ دس سال کم کر دیئے جائیں تو یقیناً آپ کو صدمہ ہوگا لیکن معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو برباد کر رہا ہو تو اس کے زوال پر اسے کوئی افسوس نہیں ہوتا۔

الغرض وقت وہ گنج گراں مایہ ہے جو قدرت کی طرف سے ہر شخص کو یکساں عطا ہوا ہے۔ امیر ہو یا غریب، شاہ ہو یا گدا کوئی تخصیص نہیں ہے، جو لوگ اس سرمایہ عظیم کو معقول طور سے مناسب موقع پر کام میں لاتے ہیں، جسمانی راحت اور روحانی مسرت انہی کو نصیب ہوتی ہے۔ قدرت انسان پر فیاض ہے، آدمی اپنی غفلت سے خساروں کے بکھیڑوں میں پڑ جانا چاہتا ہے، مگر رحمت الٰہی اس کو کامیابیوں کے سائے تلے بلانا چاہتی ہے اور دامن رحمت اس کو ڈھانپنا چاہتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر نظام کائنات پر نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر صبح نئے ہنگاموں، مشغولیتیوں اور مصروفیتوں کے ساتھ طلوع ہوتی ہے، ایک غیبی نظام ہے جو ہمیں چپکے چپکے زندگی کی تعمیر کی طرف لئے جاتا ہے، مگر غفلت، سستی اور نیند تین بڑی رکاوٹیں اس تعمیر راہ میں تخریب ثابت ہوتی ہیں، نظام قدرت انسان سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ: اے انسان! اس جہان کی تعمیر تیری محنتوں اور کاوشوں کے دم سے ہے اور یہ نعمت وقت کی حفاظت سے حاصل ہوگی، غفلت وبیکاری کی سرمست وشوخ، بے لگام وبے قابو سواری کی پیٹھ سے اتر کر عمل کی زندگی پر پاؤں رکھ اور زندگی کے اس چٹیل میدان کو بزور قوت بروئے کار لا کر ایک نیا جہان رنگ وبو بنا دے، جس کی رونق سرسبزی اور بہار تیرے مرنے کے بعد پیچھے بھی تازہ رہے اور یہی تیری محنتوں کا آباد کیا ہوا گلشن پوری بہار کے ساتھ آخرت میں بھی تیرے سامنے آئے گا۔

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی　　　گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹادی

امتحان کی اس دنیا میں غفلتوں کے اسباب جا بجا بکھرے ہوئے ہیں عقل ونگاہ کو خیرہ کرنے والے مناظر قدم قدم پر قدم روکتے ہیں نفس کی خواہشات جگہ جگہ جی لگانے اور لبھانے کو تیار ہیں، اس عالم ناسوت کے جلوے، چمک دمک دامن دل کو کھینچتی ہے، اس پر خار وادی کا مسافر اگر ہوشیار نہ ہوا تو آبلہ پا ہو کر بہت جلد تھک کر بیٹھ جائے گا۔ اس لئے مقصد حیات نہ بھولنے پائے ''وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون'' کے مقتضیات کا قلب ونظر میں ہر پل اور ہر دم تازہ رہنا ضروری ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ سراب کو آب حیات سمجھ لیا جائے اور غفلت کے گرداب او بھنور کو ساحل اور منزل سمجھ کر مقصود اصلی سے دور ہو جائے، وقت کا کوئی لمحہ اور لمحہ کا کوئی حصہ بھی ایسا نہیں ہے جو یا تو کام میں آنے والا ہو یا کام بگاڑنے والا ہو کسی بھی لمحے میں جو چھوٹے سے چھوٹا بھی کام کیا جائے گا خواہ خیر کا ہو یا شر کا، وہی وقت کا استعمال ہے اور اسی کا نتیجہ سامنے آئے گا۔ اس انتہائی گہرے مضمون کو حق تعالیٰ نے نہایت سادہ الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا ہے: ''فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره و من یعمل مثقال ذرة شرا یره'' (جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا)۔ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نہایت جامع دعا اس مضمون کا اختتام ہے۔ اے مالک دو جہاں! ہم آپ سے زندگی کی گھڑیوں کی بہتری اور عمر عزیز کے اوقات میں برکت کا سوال کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

جذبات کو قابو میں رکھئے

مفتی تنظیم عالم قاسمی

زندگی میں بیشتر ایسے واقعات پیش آتے ہیں، جن میں انسان جذبات سے مغلوب ہوجاتا ہے اور غیظ وغضب سے رگیں پھڑکنے لگتی ہیں۔ دل چاہتا ہے کہ فوری طور پر انتقامی کارروائی کی جائے، جیسا بھی ہوسکے سامنے والے کو اپنی برتری اور طاقت کا ایسا کرشمہ دکھایا جائے کہ دشمن طاقتیں ہمیشہ کے لیے زیر ہوجائیں، ممکن ہے اس سے ذہنی وقلبی سکون ملے اور مختلف خطرات سے نجات بھی؛ مگر اسلام نے جذبات میں آکر کسی فیصلہ کی اجازت نہیں دی ہے، تمام ایسے مواقع پر جہاں انسان عام طور پر بے قابو ہوجاتا ہے، شریعت نے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے، عقل وہوش سے کام کرنے اور واقعات سے الگ ہوکر واقعات کے بارے میں سوچنے اور غور وفکر کرنے کی دعوت دی ہے، جس کو قرآن کی اصطلاح میں ''صبر'' کہا جاتا ہے۔

قرآن میں ''صبر'' مختلف معانی میں استعمال کیا گیا ہے، اس کا ایک معنی یہ بھی ہے کہ برائی کرنے والوں کی برائی اور بدخواہ لوگوں کے قصور کو معاف کیا جائے یعنی حاسدین اور دشمنوں کے تکلیف دہ کاموں پر غصہ اور اشتعال کے بجائے تحمل، بردباری اور برداشت سے کام لیا جائے، ارشادِ باری ہے: وَ لَاتَسْتَوِی الْحَسَنَةُ وَلَا السَّیِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِیْ بَیْنَکَ وَبَیْنَه عَدَاوَةٌ، کَأَنَّه وَلِیٌّ، حَمِیْمٌ، وَ مَا یُلَقّٰهَا اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَ مَا یُلَقّٰهَا اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ۔(سورہ فصلت:۳۴) اور بھلائی اور برائی برابر نہیں، اگر کوئی برائی کرے تو اس کا جواب اچھائی سے دو، پھر تو تیرے اور جس کے درمیان دشمنی ہے وہ ایسا ہوجائے گا گویا دوست ہے ناتے والا اور یہ بات ملتی ہے انھیں کو جنھیں صبر ہے اور یہ بات ملتی ہے اس کو جس کی بڑی قیمت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ خدا نے اس آیت میں ایمان والوں کو غیظ وغضب میں صبر کا اور نادانی وجہالت کے وقت حلم وبردباری کا اور برائی کے مقابلہ میں عفو ودرگزر کا حکم دیا ہے، جب وہ ایسا کریں گے تو خدا ان کو شیطان کے اثر سے محفوظ رکھے گا۔(تفسیر کبیر:۱۳/۶۴۰)

معلوم ہوا کہ غصہ اور اشتعال شیطانی اثر ہے، شیطان انسان کو مختلف تدابیر کے ذریعہ ابھارنا چاہتا ہے؛ تاکہ وہ جذبات میں آکر کوئی ایسا کام کر بیٹھے جو اس کے لیے دوررس نقصانات کا باعث بنے؛ اسی لیے قرآن نے ہمیشہ عفو ودرگزر کی تعلیم دی ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ معاف کرنے والوں کے لیے آخرت میں بڑا اجر ہے۔ بدخواہ اور حاسدین دنیا میں جتنا چاہیں تمسخر اور مذاق اڑالیں، ایک دن ضرور ان کو اپنے کیے ہوئے پر افسوس کا اظہار کرنا ہوگا، دنیا میں اگر کسی مصلحت کے سبب نجات مل بھی گئی تو قیامت جو عدل وانصاف کا دن ہے، وہاں ہر ایک کو اچھے اور برُے عمل کا بدلہ مل کر رہے گا۔ خدا نے اپنا یہ فیصلہ ان الفاظ میں سنایا ہے: قُلْ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَایَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًا بِمَا کَانُوْا یَکْسِبُوْنَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِه وَ مَنْ أَسَاءَ فَعَلَیْهَا ثُمَّ اِلٰی رَبِّکُمْ تُرْجَعُوْنَ. (سورہ جاثیہ:۱۴) ''ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ ان کو جو اللہ کے جزا وسزا کے واقعات پر یقین نہیں رکھتے معاف کردیا کریں؛ تاکہ لوگوں کو ان کے کاموں کا بدلہ ملے، جس نے اچھا کیا اس نے اپنے بھلے کے لیے کیا اور جس نے برا کیا اس نے اپنا برا کیا، پھر تم اپنے پروردگار کے پاس لوٹائے جاؤگے'' اس آیت کے شانِ نزول میں لکھا ہے کہ کسی منافق یا کافر نے کسی مسلمان سے کوئی بدتمیزی کی بات کہی تھی، اس سے بعض مسلمانوں کو طیش آیا، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی اور مسلمانوں کو عفو ودرگزر کی نصیحت کی گئی۔(تفسیر کبیر۱۴/۱۷۳)

اس مفہوم پر مشتمل متعدد آیات قرآن میں نازل کی گئی ہیں، جن میں مختلف پیرایہ سے جذباتیت کے بدلے حقیقت پسندی، غصہ اور اشتعال کے بجائے صبر وتحمل اور انتقامی کارروائی چھوڑ کر بردباری اور قوتِ برداشت کی صفت اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ صبر کا راستہ جنت کا راستہ ہے اور کسی ناخوشگوار واقعہ پر کسی بھائی کے خلاف نفرت اور انتقام کی آگ بھڑک اٹھنا شیطانی راستہ ہے اور شیطان انسان کا ازلی دشمن ہے؛ اس لیے اس سے جہاں تک ہوسکے پرہیز کرنا چاہیے۔(سورہ فاطر:۶)

حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا غصہ اتارنے اور بدلہ لینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود وہ اپنے غصہ کو دبائے اور قابو میں رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ وہ جنت کی آہو چشم حوروں میں سے جس کو چاہے لے لے۔(ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ جس پر میں عمر بھر کاربند رہوں، آپ نے فرمایا: غصہ کبھی مت کرنا، راوی کہتے ہیں اس شخص نے اپنی کوتاہ فہمی کی وجہ سے بار بار یہی سوال لوٹایا، مجھے وصیت کیجیے، آپ نے ہر مرتبہ یہی جواب دیا، غصہ کبھی مت کرنا۔(صحیح بخاری) غصہ ایمان وعمل کے لیے انتہائی مہلک ہے، خلافِ مزاج کسی واقعہ پر جب انسان بے قابو ہوجاتا ہے تو تمام شرعی رکاوٹیں اس کے لیے بے اعتبار ہوجاتی ہیں اور وہ غصہ کی حالت میں جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے؛ اس لیے آپ نے حدیثِ مذکور میں غیظ وغضب سے دور رہنے کی تاکید کی ہے، مشہور عالمِ دین مولانا محمد ادریس میرٹھی اس حدیث کے تحت غصہ کی قباحت اور اس کے تباہ کن اثرات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حقیقت یہ ہے کہ اچھے سے اچھا سمجھدار انسان بھی شدید غصہ کی حالت میں عقل وخرد سے خارج اور بالکل پاگل ہوجاتا ہے، نہ خدا اور رسول کی تعلیمات کا ہوش رہتا ہے، نہ اخلاق وانسانیت کے تقاضوں کا؛ اسی لیے کہا گیا ہے: اَلْغَضَبُ جُنُوْنٌ سَاعَةٌ (غصہ تھوڑی دیر کی دیوانگی کا نام ہے) علماء اخلاق نے لکھا ہے کہ بعض مرتبہ شدتِ غیظ وغضب سے انسان کی موت واقع ہوجاتی ہے یا مستقل طور پر پاگل ہوجاتا ہے اور یہ تو بالکل عام بات ہے کہ غصہ فرو ہونے کے بعد انسان خود کو اپنے کیے پر ملامت کیا کرتا ہے اور بسا اوقات بڑے بڑے دوررس نقصانات اٹھانے پڑتے ہیں اور اس غصہ کے بھوت پر قابو پانا صبر وضبط کا ملکہ پیدا کیے بغیر اور برداشت وتحمل کی عادت ڈالے بغیر ممکن نہیں، لہٰذا غصہ نہ کرنے کی وصیت کا منشا درحقیقت صبر وضبط کی عادت ڈالنے کی وصیت فرمانا ہے''(شرح ریاض الصالحین:۱۳۵)

جذبات کو قابو میں رکھنے اور صبر وتحمل کی فضیلت اور ثواب کی کثرت اس بنیاد پر بھی ہے کہ اس میں ایک شخص کو امتحان کی مختلف راہ سے گزرنا پڑتا ہے۔ کہیں ملتے ہوئے فائدوں سے محرومی کو گوارا کرنا پڑتا ہے، کبھی خارجی مجبوری کے بغیر خود سے اپنے آپ کو کسی چیز کا پابند کرلینا پڑتا ہے۔ کہیں اپنی بے عزتی کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔ کہیں زیادہ کو چھوڑ کر کم پر قانع ہونا پڑتا ہے، کہیں قدرت رکھتے ہوئے اپنے ہاتھ پاؤں کو روک لینا پڑتا ہے۔ کہیں اپنی مقبولیت کو دفن کرنے پر راضی ہونا پڑتا ہے، کہیں شہرت اور استقبال کے راستے کو چھوڑ کر گمنامی کے طریقے کو اختیار کرنا پڑتا ہے، کہیں الفاظ کا ذخیرہ ہوتے ہوئے اپنی زبان کو بند کرلینا پڑتا ہے، کہیں جانتے بوجھتے دوسرے کا بوجھ اپنے سر پر لے لینا پڑتا ہے، کہیں اپنے آپ کو ایسے کام میں شریک کرنا پڑتا ہے جس میں کسی قسم کا کوئی کریڈٹ ملنے والا نہیں، ان تمام مواقع پر نفس کو کچل کر خلافِ نفس کام کرنے پر اپنے آپ کو مجبور کرنا پڑتا ہے، یہی وہ راز ہے جس سے انسان کا سفر ہمیشہ بلندی کی طرف جاری رہتا ہے، وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھاتا اور نہ کبھی سخت مایوسی کا شکار ہونا پڑتا ہے؛ لیکن جذبات اور غیظ وغضب سے ہمیشہ انسان کو نقصان پہنچتا ہے، اس میں فائدے کا کوئی پہلو نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری قوتوں کے باوجود کبھی انتقامی جذبات سے کام نہیں لیا۔ قریش نے آپ کو گالیاں دیں، مارنے کی دھمکی دی، راستوں میں کانٹے بچھائے، جسمِ اطہر پر نجاستیں ڈالیں، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا، آپ کی شان میں ہزار گستاخیاں کیں؛ مگر کوئی ایسی مثال نہیں کہ غیظ وغضب سے بے قابو ہوکر آپ نے کوئی کارروائی کی ہو، اگر آپ چاہتے تو ایک اشارہ میں ہزاروں خون آشام تلواریں نکل سکتی تھیں جو آپ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں کا کام تمام کرنے کے لیے کافی ہوجاتیں؛ مگر قربان جائیے رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جنھوں نے اس راہ کو اختیار کیا اور نہ مسلمانوں کو اس کی ہدایت دی؛ بلکہ موقع بہ موقع آپ صحابۂ کرام کے جذبات کو سکون دینے کی کوشش کرتے اور انھیں صبر وضبط تواضع وبردباری کا سبق سکھاتے رہتے، یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ جب اسلام کی دولت سے سرفراز ہوئے اور مزاجِ نبوت سے آشنا ہوئے تو تحمل وبردباری کا حیرتناک جذبہ ان میں پیدا ہوا۔ عین اس وقت جب کہ عام انسانوں کا قابو میں رہنا مشکل ہوتا ہے، حضرت عمر فاروقؓ معافی کا اعلان کردیا کرتے تھے۔ امام نوویؒ نے اپنے منتخب کردہ حدیث کے مجموعہ ''ریاض الصالحین'' میں حضرت عمر فاروقؓ کے صبر وتحمل کا ایک واقعہ بیان کیا ہے جو بہت دلچسپ ہے اور عبرتناک بھی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ذیل میں ایک نظر اس پر ڈال لی جائے:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک عرب قبیلہ کا سردار عیینہ بن حصن مدینہ آیا اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس کے پاس ٹھہرا، حر بن قیس ان لوگوں میں سے تھے جن کو فاروقِ اعظمؓ کے پاس بڑی قربت تھی؛ بلکہ وہ اراکینِ شوریٰ میں سے تھے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کے مقرب وہم نشیں علماء وحفاظِ قرآن ہی ہوا کرتے تھے خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، سن رسیدہ ہوں یا نوعمر، بہرحال عیینہ نے اپنے بھتیجے حُر بن قیس سے کہا: برادرزادے! تمھیں امیر المومنین سے خاص قرب حاصل ہے، تم مجھے ملاقات کی اجازت لے دو؛ چنانچہ حر بن قیس نے ملاقات کی اجازت طلب کی، حضرت عمرؓ نے اجازت دے دی، جب یہ دونوں فاروقِ اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عیینہ نے کہا: اے خطاب کے بیٹے: وہ شکایت جس کے پیش کرنے کے لیے میں آیا ہوں یہ ہے کہ خدا کی قسم، تم ہم کو زیادہ نہیں دیتے ہو اور ہمارے حق میں عدل وانصاف کا معاملہ بھی نہیں کرتے ہو، فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس دریدہ دہنی اور افترا پردازی پر سخت غصہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ آپ نے قصد کرلیا کہ اسے عبرتناک سزا دی جائے۔ حُر بن قیس فوراً بول پڑے: امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے: خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ۔ ''عفو کو اختیار کرو، بھلی بات کا حکم دو اور جاہلوں سے درگزر کرو'' میرا چچا عیینہ بن حصن یقیناً جاہلوں میں سے ہے اور اسلامی اخلاق وآداب سے نابلد ہے، راوی حدیث حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ خدا کی قسم جوں ہی حُر بن قیس اس آیت کریمہ کی تلاوت کی، حضرت عمر کا غصہ بالکل سرد پڑگیا اور انھوں نے آیتِ کریمہ کے حکم سے بال برابر بھی تجاوز نہیں کیا۔(شرح ریاض الصالحین از مولانا محمد ادریس میرٹھی، صفحہ ۱۳۶-۱۳۷)

کسی شخص کی کامیابی اور بلندی کا راز یہ ہے کہ انتہائی جذباتی مواقع پر انتہائی عقل ودانش سے فیصلہ کرے۔ انفرادی زندگی میں تحمل اور صبر وضبط کی ضرورت تو ہے ہی؛ لیکن اس کی اہمیت اجتماعی جگہوں میں مزید بڑھ جاتی ہے، جہاں مختلف اذہان اور طبیعت کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے، ظاہر ہے کہ کسی فیصلہ یا میمورنڈم پر غور کرتے ہوئے تمام ذہنوں کی رعایت نہیں کی جاسکتی۔ اس میں بعض کی موافقت ہوگی تو بعض کی مخالفت بھی، ساتھ رہتے ہوئے بہت سی ناموافق باتیں بھی پیش آتی ہیں، کبھی مزاجوں کا اختلاف دل شکنی کا باعث ہوتا ہے تو کبھی کسی کی تنقید سے خفت اٹھانی پڑتی ہے؛ بلکہ قدم قدم پر ہزار امتحانی راہوں سے گزرنا پڑتا ہے، اگر تحمل اور صبر وضبط سے کام نہ لیا جائے تو ایک دن بھی اجتماعی جگہوں میں شریک رہنا مشکل ہوگا۔ اس طرح سماجی تنظیموں اور اداروں کا نقصان تو ہوگا ہی؛ مگر خود اس کی زندگی تباہ اور ناکارہ ہوجائے گی، ہزار صلاحیتوں کے باوجود اس کا علم وہنر بے فیض اور ناکام ہوگا؛ اس لیے اپنی شخصیت کو نکھارنے، مسائل سے نجات پانے اور خوش گوار زندگی گزارنے کے لیے ضرورت ہے کہ جذبات کو قابو میں رکھا جائے۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب نبوت کا اعلان کیا تو مکہ کا سارا ماحول آپ کے لیے اجنبی بن گیا، وہی لوگ جن کے بیچ آپ کا بچپن اور آپ کی جوانی گزری، جو آپ کی امانت وصداقت کے بڑے مداح اور عاشق تھے، آپ کے مخالف اور جانی دشمن ہوگئے، آپ کے رشتہ دار اور اہل خاندان جن سے آپ کو بڑی امیدیں وابستہ تھیں، ان کا بھی آپ کو کوئی سہارا نہیں ملا، وہ بھی انجانے اور ناآشنا ثابت ہوئے، تنِ تنہا توحید کا پیغام لیے گھر سے باہر نکلے؛ مگر کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ حالات کا رخ بدل گیا، ناموافق ہوائیں اب موافق ہوگئیں، دشمنوں کے دل پسیج گئے اور پھر وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے دیوانے بنے کہ تاریخِ انسانیت میں اس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔

Scanned with CamScanner

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

سری لنکا بحران کا ذمہ دار بدانتظامی ہے: آئی ایم ایف

بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF) نے سری لنکا کے بحران کے لیے بدانتظامی کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے کہا کہ اگر ملک کی معیشت کو دوبارہ پٹری پر لانا ہے تو وہاں سب سے پہلے اپنی مائیکرو اور چھوٹی معیشت کو مضبوط کیا جائے۔ داووس میں ورلڈ اکنامک فورم کے سالانہ اجلاس کے موقع پر میڈیا کو دیے گئے انٹرویو میں آئی ایم ایف کی منیجنگ ڈائریکٹر کرسٹیلانا جارجیوا نے کہا کہ میں ایک شہری کے طور پر وہاں کی صورتحال کو محسوس کرسکتی ہوں۔ سری لنکا جیسے خوشحال ملک کی موجودہ حالت دیکھ کر میرا دل ٹوٹ جاتا ہے۔ (یو این آئی)

سینیگال کے اسپتال میں آگ لگنے سے 11 نومولود بچے ہلاک

سینیگال کے صدر میکی ساؤل نے براعظم افریقہ میں ایک ہسپتال میں آگ لگنے سے 11 نوزائیدہ بچوں کی موت کے بعد تین دن کے قومی سوگ کا اعلان کیا ہے۔ صدارتی محل سے جاری پریس ریلیز کے مطابق جمعرات سے ہفتہ تک ملک میں تین دن قومی سوگ ہوگا۔ بدھ کی رات سینیگال کے مغربی شہر تیواؤنو کے ایک ہسپتال میں آگ لگنے سے 11 نومولود بچے ہلاک ہوگئے۔ (یو این آئی)

افغانستان کے ساتھ ہندوستان کے خصوصی تعلقات: ڈوبھال

قومی سلامتی مشیر (این ایس اے) اجیت ڈوبھال نے جمعہ کو کہا کہ ہندوستان افغانستان کا ایک اہم شراکت دار ہے اور افغانوں کے ساتھ اس کے خصوصی تعلقات صدیوں تک نئی دہلی کی رہنمائی کریں گے۔ ایسی کوئی چیز نہیں ہے جو اس کو بدل سکے۔ مسٹر ڈوبھال نے یہ ریمارکس تاجکستان کے دارالحکومت میں ''علاقائی سیکورٹی ڈائیلاگ'' کے چوتھے اجلاس میں شرکت کرتے ہوئے دیے۔ مسٹر ڈوبھال یہاں تاجکستان، روس، قازقستان، ازبکستان، ایران، کرغزستان اور چین کے سیکورٹی سربراہوں سے بات کررہے تھے۔ اس دوران انہوں نے کہا کہ ہندوستان ہمیشہ افغانستان کے عوام کے ساتھ کھڑا ہے اور کھڑا رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ "اس اجلاس میں موجود ہر فرد کو دہشت گردی اور دہشت گرد گروہوں سے نمٹنے کے لیے افغانستان کی صلاحیت کو بڑھانے میں مدد کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ دہشت گردی علاقائی امن اور سلامتی کے لیے ایک سنگین خطرہ ہے۔ یہاں پہلی ترجیح لوگوں کا جینے کا حق اور عزت کے ساتھ جینے کے ساتھ ہی کے انسانی حقوق کے تحفظ کی ضرورت ہے۔ (یو این آئی)

ڈبلیو ایچ او نے یوکرین میں ہیلتھ ایمرجنسی کی تجویز کی منظوری دی

ورلڈ ہیلتھ اسمبلی کے 75 ویں اجلاس میں یوکرین میں ہیلتھ ایمرجنسی نافذ کرنے کی قرارداد کو زبردست ووٹوں سے منظور کیا گیا، جب کہ روس، بیلاروس اور شام نے اس حوالے سے تجویز کو مسترد کردیا۔ یوکرین کی طرف سے تجویز کردہ دستاویز کو یورپی یونین کے کئی ممالک کے ساتھ ساتھ جارجیا اور مالڈووا نے بھی تحریر کیا تھا۔ (یو این آئی)

ایران میں عمارت منہدم، 19 افراد ہلاک

ایران کے جنوب مغربی شہر آبادان میں دس منزلہ تجارتی عمارت گرنے سے 19 افراد ہلاک ہوگئے ہیں۔ نیم سرکاری خبر رساں ایجنسی اسنا نے جمعرات کو ایک مقامی اہلکار کے حوالے سے یہ اطلاع دی۔ خوزستان صوبے کے نائب گورنر احسان عباس پور نے اسنا کو بتایا کہ اب تک 37 زخمی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ (یو این آئی)

برکینا فاسو میں باغیوں کے ہاتھوں قریب 50 شہری ہلاک

مشرقی برکینا فاسو میں مسلح حملہ آوروں نے تقریباً 50 افراد کو ہلاک کردیا۔ علاقے کے گورنر کرنل ہوبرٹ یامیوگو نے بتایا کہ یہ واقعہ بدھ کو ماجواری کے ایک دیہی کمیون میں پیش آیا۔ متاثرین پاما نامی ایک قریبی کمیون کے ایک قصبے کا سفر کررہے تھے، جو بینن اور ٹوگو کی سرحدوں کے قریب ہے۔ اس حملے سے قبل بھی رواں ماہ ماجواری میں دو حملے ہو چکے ہیں۔ ان حملوں کے نتیجے میں 17 شہری اور 11 فوجی مارے گئے تھے۔

برکینا فاسو القاعدہ اور نام نہاد ''اسلامک اسٹیٹ'' سے منسلک اسلامی عسکریت پسندوں کے تشدد کے نشانے پر ہے۔ اس خطے میں پچھلی دہائی میں تشدد میں وسعت اور شدت آئی ہے جس میں ہر سال ہزاروں شہری مارے جاتے ہیں۔ (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

شمالی کوریا کے خلاف سلامتی کونسل میں امریکی قرارداد ویٹو

امریکہ کی جانب سے شمالی کوریا کی بیلسٹک میزائل کے تازہ ترین تجربات کے خلاف پابندیاں عائد کرنے کے لیے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پیش کی گئی قرارداد کو چین اور روس نے ویٹو کردیا۔ جبکہ سلامتی کونسل کے بقیہ 13 اراکین نے جمعرات کو امریکہ کی طرف سے پیش کردہ اس قرارداد کے حق میں ووٹ دیا۔ اس قرارداد میں شمالی کوریا کو تمباکو اور تیل کی برآمدات پر پابندی عائد کرنے کی تجاویز شامل تھیں۔

اس قرارداد میں لازاروس ہیکنگ گروپ پر پابندی عائد کرنے کی بھی بات کہی گئی تھی جس کے متعلق امریکہ کا کہنا ہے کہ اس کا تعلق شمالی کوریا سے ہے۔ یہ قرارداد شمالی کوریا کی جانب سے تین میزائلوں کے تجربات کے ایک روز بعد پیش کی گئی۔ سن 2006 میں جب پیونگ یانگ کو سزا دینے کے سلسلے کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اس معاملے پر پھوٹ پڑگئی (ڈی ڈبلیو ڈاٹ کام)

یمن میں دستی بم کے دھماکے میں پانچ افراد ہلاک

یمن کے جنوبی شہر عدن میں ایک مچھلی بازار میں گرینیڈ دھماکے میں پانچ افراد ہلاک اور 30 زخمی ہوگئے ہیں۔ مقامی حکام نے جمعرات کو اسپوتنک کو یہ اطلاع دی۔ ذرائع نے بتایا کہ گرینیڈ کے پھٹنے کے وقت بازار بھرا ہوا تھا۔

بزنس روزگار و کیریئر

ریلوے لا رہا ہے ملک کی پہلی سیمی ہائی اسپیڈ گڈز ٹرین

انڈین ریلوے 160 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار کے ساتھ ملک کی پہلی سیمی ہائی اسپیڈ گڈز ٹرین 'گتی شکتی' بنا رہا ہے۔ وندے بھارت ایکسپریس کے پلیٹ فارم پر بننے والی اس ٹرین کا پہلا ریک اس سال کے آخر تک تیار ہو جائے گا۔ چنئی میں ریلوے کی انٹیگرل کوچ فیکٹری (آئی سی ایف) میں گتی شکتی کے دو ریکوں کی تعمیر شروع ہوگئی ہے۔ تاہم، ریلوے بورڈ نے ایسی 25 گڈز ٹرینیں بنانے کا ہدف مقرر کیا ہے۔

قومی میڈیا کے نمائندوں کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے یہ اطلاع دیتے ہوئے آئی سی ایف کے جنرل منیجر اتل اگروال نے کہا کہ ملک کی پہلی سیمی ہائی اسپیڈ گڈز ٹرین کا پہلا ریک دسمبر 2022 میں پٹری پر اتر جائے گا اور دوسرا ریک بھی چند دنوں میں آجائے گا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ریکوں کو فریٹ مارکیٹ میں جو کاروبار ملتا ہے اس کی بنیاد پر مزید تعمیر کا ٹائم لائن طے کیا جائے گا۔ سیمی ہائی اسپیڈ گڈز ٹرین کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ 16 بوگیوں والی نان ایئر کنڈیشنڈ ٹرین ہوگی۔ اس میں ایل ڈی 6 اور ایل ڈی 9 کلاس کے کنٹینرز کو ہوائی جہازوں میں سامان لے جانے کے مقصد کے لیے رکھا جاسکتا ہے۔ دو کوچز ایئر کنڈیشنڈ کنٹینرز کے لیے ہوں گے جن میں دودھ کی مصنوعات، مچھلی، پھل، سبزیاں وغیرہ لے جایا جاسکتا ہے۔ ان کے لیے کوچ سے بجلی کا کنکشن دیا جائے گا۔ باقی کوچز میں کنٹینرز کو منتقل کرنے کے لیے رولر ہوں گے۔ کوچ میں دو چوڑے دروازے ہوں گے جن کے ذریعے کنٹینرز رکھے یا اتارے جاسکتے ہیں۔ آئی سی ایف کے ایک اور اہلکار نے بتایا کہ گتی شکتی گڈز ٹرین کی توجہ بنیادی طور پر پارسل، کوریئر، ای کامرس اور کھانے پینے کی اشیاء کی نقل و حمل پر مرکوز ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ یہ ٹرینیں وندے بھارت ایکسپریس کی طرح 160 کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلیں گی۔ سیمی ہائی اسپیڈ مال بردار ٹرینیں سستے اور سپر فاسٹ مال برداری کا ایک بہت پرکشش متبادل بننے کا امکان ہے۔ (یو این آئی)

یوپی کے 321 ڈگری کالجوں میں 917 پروفیسروں کی ہوگی بحالی

اتر پردیش کے 321 سرکاری امداد یافتہ ڈگری کالجوں میں اسسٹنٹ پروفیسروں کی بحالی کا عمل تیزی سے شروع ہو گیا ہے۔ ڈائریکٹوریٹ آف ہائر ایجوکیشن نے ان اداروں میں خالی 37 مضامین کے اسسٹنٹ پروفیسروں کی 917 آسامیوں کا نوٹیفکیشن اتر پردیش ہائر ایجوکیشن سروس کمیشن (UPHESC) کو بھیج دیا ہے۔ ریاست کے اعلیٰ تعلیم کے محکمے کے ایک سینئر اہلکار نے بتایا کہ پریاگ راج ہیڈکوارٹر والے کمیشن نے بدلے میں ایجنسی کے انتخاب کے لیے اشتہار بھی جاری کیا ہے جو کہ قائم کردہ اصولوں کے مطابق بھرتی کے عمل کے مختلف پہلوؤں کو سنبھالنے کی ذمہ داری سنبھالے گی۔ اگر سب کچھ منصوبہ بندی کے مطابق ہوتا ہے تو جولائی میں آن لائن درخواستیں طلب کی جاسکتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ آن لائن درخواستوں کو ہینڈل کرنے تحریری امتحان کا انعقاد اور اہل امیدواروں کے انٹرویو اور بھرتی کے حتمی نتائج کو حتمی شکل دینے کا عمل منتخب ایجنسی کے ذریعے ہی شروع کیا جائے گا۔ کمیشن نے دلچسپی رکھنے والی ایجنسیوں سے 31 مئی تک درخواستیں طلب کی ہیں۔ ایجنسی کے انتخاب کے بعد، آن لائن درخواستیں وصول کرنے اور ان کی کارروائی کی تیاریوں میں ایک ماہ لگنے کی امید ہے۔

UPHESC کی سکریٹری وندنا ترپاٹھی نے تصدیق کی کہ کمیشن کو خالی آسامیوں کی درخواست موصول ہوئی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ ایجنسی کو منتخب کرنے کے بعد جولائی میں آن لائن درخواستیں وصول کرنے کا عمل شروع کرنے کی تیاری اگلے مہینے تک شروع کردی جائے گی۔ اس وقت کمیشن میں اشتہار نمبر 50 کے تحت 47 مضامین میں اسسٹنٹ پروفیسرز کی 2001 آسامیوں پر بھرتی جاری ہے۔ کئی مضامین کے حتمی انتخابی نتائج کا اعلان کردیا گیا ہے اور منتخب امیدواروں کو کالجز بھی الاٹ کردیے گئے ہیں۔ یہ بھرتی جولائی تک مکمل ہوجائے گی۔ پچھلی بار کمیشن نے اشتہار نمبر 50 کی آن لائن درخواست وصول کرنے کے عمل میں تکنیکی خرابی دیکھی تھی۔ اس بار کمیشن ان خامیوں کو دور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ آن لائن درخواست کا عمل وقت پر مکمل ہوسکے۔ (بحوالہ نیوز۔ ۱۸)

مودی حکومت ''ہندوستان زِنک'' کے سبھی شیئر فروخت کرنے کو تیار

ڈس انوسٹمنٹ (شیئروں کی فروخت) کے محاذ پر پچھڑنے کے بعد اس کے ازالہ کے لیے مرکز کی مودی حکومت لگاتار کوششیں کررہی ہے۔ اس کے تحت سرکاری بیمہ کمپنی ایل آئی سی میں آئی پی او لا کر 3.50 فیصد شراکت داری فروخت کی گئی، اور اب مرکزی حکومت مزید ایک کمپنی کے اپنے سبھی شیئر فروخت کرنے کی تیاری کررہی ہے۔ دراصل حکومت کچھ ایسی کمپنیوں کے شیئر فروخت کرنے کے منصوبے پر کئی دنوں سے کام کررہی ہے جس میں اس کی محدود شراکت داری ہے، ان میں سے ہی ایک ہے ''ہندوستان زِنک''۔ بزنس ٹوڈے ویب سائٹ نے اس سلسلے میں ایک رپورٹ شائع کی ہے جس میں سرکاری ذرائع کے حوالے سے بتایا گیا ہے کہ معاشی امور کی کابینہ کمیٹی نے ہندوستان زنک کی پوری شراکت داری فروخت کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ یہ منظوری آج ہوئی میٹنگ میں دی گئی۔ کمپنی میں حکومت کے پاس ابھی 29.5 فیصد شراکت داری ہے۔ حکومت کو امید ہے کہ اس کو فروخت کرنے سے 36 ہزار کروڑ روپے مل سکتے ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ابھی ہندوستان زِنک میں انل اگروال کی کمپنی ویدانتا پر موثر کی حیثیت میں ہے۔ مرکزی حکومت اور ویدانتا کے درمیان چل رہی مقدمہ بازی کو دونوں فریق حال ہی میں ختم کرنے پر متفق ہوئے تھے۔ آج جیسے ہی حکومت کی پوری شراکت داری فروخت کرنے کی خبر باہر آئی، ہندوستان زنک کے شیئر ایک جھٹکے میں 7 فیصد چڑھ گئے۔ ہندوستان زِنک میں ایک وقت حکومت کے پاس زیادہ شراکت داری ہوا کرتی تھی۔ حکومت نے پہلے 2002 میں ویدانتا کو اس کمپنی کی 26 فیصد شراکت داری فروخت کی۔ دھیرے دھیرے ویدانتا کی ہندوستان زنک میں شراکت داری بڑھ کر 64.92 فیصد پر پہنچ گئی۔ خبریں تو ایسی بھی سامنے آرہی ہیں کہ ہندوستان زِنک کے علاوہ حکومت آئی ٹی سی میں اپنی شراکت داری فروخت کرنے کا بھی منصوبہ بنارہی ہے۔ آئی ٹی سی میں حکومت کی 7.91 فیصد شراکت داری ہے۔ (بحوالہ قومی آواز)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنا ہی مسلمان ہونے کی پہچان: حضرت امیر شریعت

مدرسہ فرقانیہ عربیہ، محمد پور، مدھیلی بازار عالم نگر مدھے پورہ میں دار القضاء کا قیام

مولانا وحید اللہ قاسمی قاضی مقرر، مدرسہ کے ۳۳ حفاظ کرام کی دستار بندی

دار القضاء کا وجود اس سرزمین پر اللہ کی رحمت اور اسلامی نظام عدل کی بین علامت ہے، ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم سب کا فریضہ ہے کہ اگر ہمارے درمیان کوئی نزاع ہو جائے تو اس کو اللہ اور رسول کے احکام کے ذریعہ حل کرائیں اور دار القضاء ایسی جگہ ہے، جہاں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق معاملات کا حل کیا جاتا ہے۔ اس لیے ہم سب کو چاہئے کہ اپنے عائلی معاملات دار القضاء کے ذریعہ حل کرائیں۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب مدظلہ العالی نے 14 مئی کو مدرسہ فرقانیہ عربیہ، محمد پور، مدھیلی بازار عالم نگر مدھے پورہ میں دار القضاء کے قیام کے موقع پر منعقدا جلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔ آپ نے کہا کہ جب ہم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو ہمارے درمیان اور اللہ کے درمیان ایک معاہدہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ معاہدہ یہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یا اللہ آپ ہی اطاعت اور عبادت کے لائق ہیں، ہم آپ کی عبادت کرتے ہیں؛ اور عبادت کا مفہوم صرف نماز، روزہ حج، زکواۃ نہیں ہوتا، بلکہ عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ ہماری پوری زندگی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرماں برداری اور اس کے سامنے جبین اطاعت کو خم کرنے میں گزرے۔ ایک مسلمان کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ہر فیصلہ پر سر تسلیم خم کر دے۔ اس لیے اللہ کی عبادت کرنے کا تقاضا یہ ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کو نماز سے پہلے، نماز کے اندر، نماز کے بعد، سونے میں جگنے میں؛ تمام حالات میں اللہ کی عبادت کرتے رہنا ہے۔ اگر دو شخص میں لڑائی ہو جائے تو وہاں پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا تقاضا یہ ہے کہ فوراً اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کی طرف رجوع کرے۔ جب صحابہ میں کوئی نزاع ہوتا تو فوراً وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوتے اور اپنا معاملہ پیش کرتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان قاضی اور حاکم تھے، آپ جو بھی فیصلہ کر دیتے صحابہ بلا چون وچرا اس کو قبول کرتے اور اپنے نزاعات کو ختم کر لیتے۔ یقیناً شریعت کے فیصلہ کو قبول کرنے میں نہ صرف مدعی اور مدعا علیہا کا فائدہ ہے بلکہ پورے سماج کا فائدہ ہے۔ ہم تمام مسلمانوں کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس نظام کو اپنی زندگی میں نافذ کریں۔ آپ نے فرمایا کہ دار القضاء ایسی جگہ ہے، جہاں ہر ایک کو انصاف ملتا ہے، یہاں نہ کوئی ہارتا ہے نہ کوئی جیتتا ہے بلکہ دونوں فریق انصاف پاتے ہیں اور دونوں جیت کر اٹھتے ہیں، جس کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے وہ شریعت کے مطابق اپنا حق پانے کے اعتبار سے جیتتا ہے اور جس کے خلاف فیصلہ ہوتا ہے، وہ بھی حقدار کا حق مارنے کے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اس طرح دونوں خیر کو حاصل کرتے ہیں۔ دار القضاء کا قاضی انصاف کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے مطابق فریقین کے بیانات سنتا ہے اور ان کے مسائل کا حل نکالتا ہے، دار القضاء میں صرف فیصلہ نہیں ہوتا بلکہ مسائل اور مشکلات کا حل نکالا جاتا ہے۔ آپ نے کہا کہ امارت شرعیہ وہ واحد ادارہ ہے، جس نے امت کے بھی مسائل کو بڑے سلیقے سے حل کیا ہے، اور وقت کے تقاضوں کے پیش نظر ہر ممکن اقدام کیا ہے۔ دار القضاء میں وقت بھی کم خرچ ہوتا ہے، پیسہ بھی کم خرچ ہوتا ہے اور فیصلہ بھی صحیح اور اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہوتا ہے۔ آپ نے اپنے خطاب کے دوران جناب الحاج عبد الستار صاحب سکریٹری مدرسہ فرقانیہ عربیہ محمد پور مدھیلی بازار کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے دار القضاء کے لیے زمین فراہم کی اور جن کی کوششوں سے دار القضاء کا قیام عمل میں آیا، ان کے علاوہ مقامی طور پر اس سلسلہ میں پیش پیش رہنے والے حضرات کا بھی آپ نے شکریہ ادا کیا جن میں جناب محمد اسرافیل صاحب، مولانا عبید اللہ مظاہری، جناب محمد ممتاز عالم، جناب شمشاد عالم صاحب کے نام شامل ہیں۔ اس موقع پر مدرسہ ہذا کے ۳۳ رحفاظ کرام کی دستار بندی بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ و دیگر علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ فارغ ہونے والے حفاظ کو مخاطب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا؛ آپ تمام حضرات بہت مبارک باد کے مستحق ہیں، اس لیے کہ آپ نے اس عمر میں اللہ کی کتاب کو اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا ہے، اور اب ان شاء اللہ اس کی حفاظت زندگی بھر کریں گے۔ میں ان حفاظ سے یہ بھی امید کرتا ہوں کہ یہ اپنے علم کے سلسلہ کو یہیں پر روک نہیں دیں گے بلکہ اس کو مسلسل آگے بڑھائیں گے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ قرآن کریم کا حفظ کر لینا ہی صرف اس کا حق ادا کرنا نہیں ہے، یقیناً یہ بات صحیح ہے کہ ہر لفظ پڑھنے پر دس نیکیاں ملیں گی اس میں کوئی شبہ نہیں ہے، اور حفظ کے بے پناہ فائدے ہیں، آخرت کے درجات کی بلندی ہوگی، لیکن اس دنیا میں قرآن کریم کا حق یہ ہے کہ قرآن کریم کو سمجھا بھی جائے، اس لیے میں ان بچوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے علم کے سفر کو جاری رکھیں، عربی پڑھیں اور قرآن کریم کو سمجھنے کی استعداد پیدا کریں۔ ہم میں سے ہر شخص کو قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہئے اور اس کی استعداد اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ حضرت امیر شریعت نے ان حفاظ کے والدین کو بھی مبارک باد دی کہ انہوں نے اپنے بچوں کو علم دین کے لیے منتخب کیا اور اس کے لیے اسباب فراہم کیے۔ اور انہیں موقع دیا کہ وہ اللہ کے کلام کو اپنے سینوں میں محفوظ کر سکیں۔ حضرت امیر شریعت نے مدرسین کو بھی مبارک باد دی کہ ان بچوں کو حافظ بنانے میں انہوں نے اپنی صلاحیتوں اور توانائیوں کو خرچ کیا۔ آپ نے کہا کہ اساتذہ اور مدرسین کا گروہ وہ ہے جس کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کا سب سے بہترین گروہ قرار دیا ہے۔ قاضی شریعت مرکزی دار القضاء مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ صرف چاند دیکھنے اور قومی محصول لینے کا ادارہ نہیں ہے۔ بلکہ امارت شرعیہ وہ ادارہ ہے، جس پر لوگوں کا اعتماد اور بھروسہ ہے اور جو ہر میدان میں مسلمانوں کی رہنمائی کرتی ہے۔ امارت شرعیہ وہ ادارہ ہے، جس نے امت کی اجتماعیت اور اتحاد کو برقرار رکھا ہے اور اپنے دائرہ کار میں لوگوں کے لیے ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں اپنی انفرادی واجتماعی زندگی شریعت کے دائرے میں گزارنے کو ممکن بنایا ہے۔ یہ امارت شرعیہ کے قیام کا بنیادی مقصد ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ امت کی رہنمائی اور اس کی خدمت کے لیے امارت شرعیہ کے خدام ہمیشہ تیار رہتے ہیں، جہاں بھی جیسی بھی ضرورت در پیش ہوئی امارت شرعیہ کے ارکان لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپسی انتشار وافتراق ختم کر کے امت کے وسیع تر مفاد میں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کا اہم مشن اتحاد بین المسلمین ہے۔ آپ نے دار القضاء کی اہمیت وضرورت پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی اور لوگوں سے اپیل کی کہ وہ آپسی نزاعات کو دار القضاء کے ذریعہ حل کرائیں۔

اس موقع پر مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ سے تربیت یافتہ عالم دین مولانا وحید اللہ قاسمی دار القضاء مدرسہ فرقانیہ عربیہ، محمد پور، مدھیلی بازار عالم نگر، ضلع مدھے پورہ کا قاضی شریعت مقرر کیا گیا اور حضرت امیر شریعت نے اپنے ہاتھوں سے انہیں پورے مجمع کے سامنے سند قضا دیتے ہوئے ان کے قاضی ہونے کا اعلان کیا۔ اجلاس میں مولانا مفتی محمد فیاض عالم قاسمی قاضی شریعت مدھے پورہ، مولانا عبد الباری صاحب ناظم مدرسہ اسلامیہ نوہٹہ ضلع سہرسہ، مولانا مبارک صاحب امام وخطیب چھوٹی مسجد لائن بازار پورنیہ، قاضی محمد ارشد علی رحمانی قاضی شریعت دربھنگہ نے بھی قضاء کے مختلف پہلوؤں پر خطاب کیا۔ اور دار القضاء کی اہمیت وضرورت کو لوگوں کے سامنے تفصیل سے رکھا۔ اجلاس کا آغاز محمد فرقان متعلم مدرسہ فرقانیہ کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا مفتی شاہد صاحب سابق استاذ مدرسہ فرقانیہ عربیہ محمد پور مدھیلی نے نظامت کے فرائض انجام دیے، مولانا منظر عالم قاسمی نے نعت شریف پیش کیا۔ ان کے علاوہ حافظ احتشام عالم رحمانی بھی اجلاس میں شریک ہوئے۔ یہاں دار القضاء کے قیام سے علاقہ کے لوگ بہت خوش ہیں، حضرت امیر شریعت اور امارت شرعیہ کے اکابر علماء کرام کا مقامی لوگوں نے پر جوش طریقہ سے استقبال کیا اور اجلاس عام میں ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے شریک ہو کر امارت شرعیہ سے اپنی قلبی وابستگی اور حضرت امیر شریعت مدظلہ العالی کی سمع طاعت کا عہد کیا۔ اور امارت شرعیہ کے مقاصد کی تکمیل میں اپنا ہر طرح کے تعاون دینے کے عزم کا اظہار کیا۔ اس موقع سے نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی صاحب کے پیغام کو بھی پڑھ کر سنایا گیا۔ آپ نے اپنے پیغام کے ذریعہ ملک کے موجودہ حالات میں امیر شریعت کی سمع وطاعت اور فرماں برداری میں متحد ومنظم زندگی گزارنے، ملت کے مشترکہ مسائل کے حل کے لیے کاندھے سے کاندھا ملا کر چلنے اور شریعت اسلامی کے تحفظ وبقاء کے لیے جہد مسلسل کرنے کی دعوت دی۔ اخیر میں حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

ایک مسلمان کا ہر کام اللہ کی رضاء کے حصول کے لیے ہونا چاہیے: حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

شیخ پورہ میں دار القضاء کا قیام، حضرت امیر شریعت کی صدارت میں اجلاس عام کا انعقاد، مولانا عبد الجبار قاسمی قاضی مقرر

مورخہ 26 مئی 2022 روز جمعرات بعد نماز مغرب امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے زیر اہتمام جامعہ محمود محلہ سکونت، شیخ پورہ میں دار القضاء کے قیام کے موقع پر ایک عظیم الشان اجلاس عام کا انعقاد امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ شیخ پورہ میں افتتاح دار القضاء کے ساتھ ساتھ حضرت امیر شریعت مدظلہ کے ہاتھوں دار القضاء کی نئی عمارت کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا۔ اس اہم اجلاس سے حضرت امیر شریعت کے علاوہ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب، قاضی شریعت مرکزی دار القضاء مولانا محمد انظار عالم قاسمی، نائب ناظم امارت شرعیہ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی، مولانا محمد اعجاز رحمانی قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے بھی خطاب کیا۔ اس کے علاوہ جامعہ محمود کے دس فارغین حفاظ کرام کی دستار بندی بھی حضرت امیر شریعت ودیگر علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آئی۔ اس موقع پر نوجوان عالم دین اور مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ کے تربیت یافتہ مولانا عبد الجبار قاسمی کو حضرت امیر شریعت نے دار القضاء شیخ پورہ کا قاضی مقرر کیا اور سند قضا عطا کی۔ اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، نظامت مولانا رضاء الرحمٰن رحمانی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے کی، جبکہ مولانا منظر قاسمی نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں نعت ومنقبت کا نذرانہ پیش کیا۔ ان شخصیات کے علاوہ جن معززین نے اجلاس میں شرکت کی ان میں جناب مولانا قاری شعیب صاحب نوادہ رکن شوریٰ امارت شرعیہ، مولانا نعمان اختر قاسمی قاضی شریعت جموئی، مولانا منصور عالم قاسمی قاضی شریعت بہار شریف، مولانا عین الدین مظاہری، مولانا عامر ظفر مدنی، مولانا محمد شارب ضیاء رحمانی، حافظ امتیاز رحمانی، مولانا کوثر کلام اشرف رحمانی، جناب ماسٹر نثار احمد جموئی، حافظ فیاض ہاشمی سکریٹری جامعہ محمود شیخ پورہ، مولانا معظم علی وارث، حافظ سلطان رحمانی، قاری شوکت نوادہ، مولانا نصیر الدین مظاہری، مولانا ضیاء الدین مظاہری، حافظ احتشام عالم رحمانی کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت نے فرمایا کہ ہر قوم وملت کا کام کرنے کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم کوئی بھی کام محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضامندی کے لیے کریں۔ ایک مسلمان کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے، اس کا دل صاف وشفاف ہونا چاہئے، اس کی انفرادی اور اجتماعی زندگی قرآن وسنت کے مطابق ہونی چاہئے۔ دار القضاء کی اہمیت وضرورت پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ امارت شرعیہ کے تحت ایک اور دار القضاء قائم ہو رہا ہے۔ دار القضاء ہمارے اور آپ کے مسائل کے حل کا مرکز ہے، آپ کی مشکلات کو حل کرنے والی جگہ ہے۔ ہم سب کو چاہئے کہ اپنے ہر قسم کے معاملات کے فیصلے شریعت کے مطابق کرانے کے عادی بنیں، دار القضاء کے ذریعہ مسائل کو حل کرائیں، اس میں فریقین کو بھی اجر ملے گا اور قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کرنے والے قاضی صاحب بھی اجر کے مستحق بنیں گے۔ اخلاص عمل کی تاکید کرتے ہوئے انہوں نے حاضرین سے ایمان ویقین کے ساتھ زندگی گزارنے، اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور شرعی امور کی پابندی کی تلقین کی۔ نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب نے امارت شرعیہ کے پیغام اتحاد کو مضبوطی سے تھامنے اور امارت شرعیہ کے تعلیمی اداروں کو مضبوط کرنے پر زور دیا۔ قاضی شریعت مولانا محمد انظار عالم قاسمی صاحب نے امور قضاء اور دار القضاء کی ضرورت واہمیت کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اپنے خطاب میں اصلاح امت پر زور دیا۔ نیز امارت شرعیہ کے پیغام کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا۔ مولانا مفتی محمد اعجاز رحمانی صاحب نے معاشرتی امور کی صفائی، قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے اور ہر عمل کو خدا کی رضا کے لیے انجام دینے پر زور دیا۔ اس سے قبل حضرت امیر شریعت اپنے رفقاء کے ساتھ شیخ پورہ کے ایک مضافاتی گاؤں پہڑیا تشریف لے گئے، جہاں حضرت امیر شریعت کے قافلے کا والہانہ استقبال کیا گیا، اس موقع پر مدرسہ دار ارقم کی مسجد کا آپ نے معائنہ فرمایا۔ نیز مدرسہ کے احاطہ اور قریب میں امارت پبلک اسکول کے لیے پیش کی گئی زمین کا بھی آپ نے معائنہ فرمایا اور پیش کردہ تجاویز پر مختصراً گفتگو فرمائی۔ پھر پہڑیا کی مسجد میں آپ کا مختصر خطاب ہوا۔ اس موقع پر مقامی لوگوں میں مولانا عین الدین مظاہری، مولانا شارب ضیا رحمانی، ہلال انور پاشا، محمد نعمت صاحب، ماسٹر امیر الدین، شہاب الدین صاحب، حافظ محفوظ الرحمٰن، جناب اقبال صاحب، جناب شمس تبریز صاحب، مولانا خورشید الضحیٰ قاسمی، مولانا شاہد نواز مظاہری سمیت گاؤں اور کمیٹی کے سرگرم افراد پوری طرح مستعد رہے۔ نیز پورا علاقہ حضرت امیر شریعت کی تشریف آوری کے تاریخی لمحات کا گواہ بنا، دونوں مقامات پر حضرت امیر شریعت کی دعا پر اجلاس کا اختتام ہوا۔

Scanned with CamScanner

بی جے پی وزراءاعلیٰ نے مسلم مخالف اقدامات کو" کارنامہ" قرار دیا

آر ایس ایس کی ایک تقریب کے دوران بی جے پی کی حکومت والی مختلف ریاستوں کے وزرائے اعلیٰ نے مسلم مخالف پالیسیوں اور اقدامات پر فخر کیا۔ انہوں نے "مسلم دشمنی پر مبنی" کارروائیوں کو اپنے اپنے "کارنامے" کے طور پر پیش کیا۔

ہندو قوم پرست تنظیم آر ایس ایس کے ہفت روزہ اخبارات ہندی کے "پنچ جنیہ" اور انگلش کے "آرگنائزر" کے 75 برس مکمل ہونے پر دہلی میں منعقدہ ایک تقریب کے دوران اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ یوگی ادیتیہ ناتھ، آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسوا اور اتراکھنڈ کے وزیر اعلیٰ پشکر سنگھ دھامی نے اپنی اپنی ریاستوں میں مسلم مخالف اقدامات کو اپنے اپنے کارناموں کے طور پر پیش کیا۔ مسلم رہنماؤں نے اس کی سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے اسے اسلاموفوبیا کا بدترین نمونہ قرار دیا ہے۔

سڑکوں پر نماز عید پر پابندی بڑا" کارنامہ"

یوگی ادیتیہ ناتھ نے اپنی ریاست میں امن و قانون کے حوالے سے سابقہ حکومتوں سے اپنی حکومت کا موازنہ کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ ماہ مذہبی تہواروں کے دوران کئی ریاستوں میں فرقہ وارانہ تشدد کے واقعات پیش آئے لیکن اتر پردیش میں کوئی فساد نہیں ہوا۔ ادیتیہ ناتھ کا کہنا تھا، 2012 سے 2017 کے درمیان اتر پردیش میں 700 فسادات ہوئے۔ مظفر نگر، میرٹھ، مرادآباد اور دیگر مقامات پر فسادات ہوئے، مہینوں تک کرفیو نافذ رہے۔ لیکن پچھلے پانچ برسوں کے دوران اتر پردیش میں کوئی فساد نہیں ہوا۔ یوگی ادیتیہ ناتھ نے اپنے "کارناموں" کا ذکر کرتے ہوئے کہا، "آپ نے دیکھا ہوگا کہ رام نومی کا تہوار کتنے شاندار طریقے سے منایا گیا، ہنومان جینتی کی تقریبات بھی پر امن طور پر گذریں، یہ وہی یوپی ہے جہاں چھوٹی چھوٹی باتوں پر فسادات ہوتے تھے۔ اور آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ پہلی مرتبہ رمضان میں جمعۃ الوداع اور عیدالفطر کی نمازیں سڑکوں پر نہیں ہوئیں۔ اور مسجدوں سے لاؤڈ اسپیکر پوری طرح غائب ہو چکے ہیں۔" انہوں نے ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر اور بنارس میں کاشی وشو ناتھ مندر کمپلکس کی تزئین نو نیز ریاست میں "غیر قانونی" ذبیحہ خانوں کو بند کیے جانے کو بھی اپنا کارنامہ قرار دیا۔

تمام مدارس کا وجود ختم ہو جانا چاہئے:

آسام کے وزیر اعلیٰ ہیمنت بسوا کا کہنا تھا کہ لفظ مدرسہ کو ہی مٹا دینا چاہئے کیونکہ جب تک یہ لفظ باقی رہے گا اس وقت تک کوئی بچہ نہ تو ڈاکٹر اور نہ ہی انجینئر بن سکے گا۔ مدارس میں بچوں کو داخل کرانا انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بی جے پی کے آسام میں اقتدار میں آنے کے بعد سے ریاست میں مذہبی تعلیمات پر پیسے خرچ کرنا بند کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا، اگر کسی کو قرآن پڑھانا ہی ہے تو اسے اپنے گھر میں پڑھائے لیکن اسکول میں تو عمومی تعلیم ہی دی جائے گی۔ انہوں نے اپنے متنازع بیان میں کہا "تمام مسلمان دراصل ہندو ہیں۔ اس دھرتی پر کوئی بھی مسلمان نہیں آیا، اس دھرتی پر رہنے والے تمام ہندو ہیں۔ اس لیے اگر کوئی مسلم بچہ قابل تعریف کام کرتا ہے تو اس کا سہرا اس کے ہندو ماضی کو جاتا ہے۔"

یکساں سول کوڈ کا فیصلہ:

اتراکھنڈ کے وزیر اعلیٰ دھامی نے یکساں سول کوڈ کو نافذ کرنے اور دراندازوں کی شناخت کے لیے خصوصی مہم چلانے نیز تبدیلی مذہب کے خلاف قانون کو سخت بنانے جیسے اپنے کارناموں کا ذکر کیا۔

دھامی نے کہا، "ہم نے یونیفارم سول کوڈ کے لیے ایک کمیٹی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ کمیٹی قانونی ماہرین اور دیگر فریقین سے صلاح و مشورے کرے گی اور اس کے سفارشات کو نافذ کیا جائے گا۔" انہوں نے امید ظاہر کی کہ دیگر ریاستیں بھی ان کے اس اقدام کی تقلید کریں گی۔

یہ سب اسلاموفوبیا کی بدترین مثال ہیں:

مسلم تنظیموں نے بی جے پی رہنماؤں کے ان بیانات کی سخت نکتہ چینی کی ہے۔ بھارتی مسلمانوں کی مشہور سماجی اور مذہبی انجمن آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت کے صدر نوید حامد نے ڈی ڈبلیو اردو سے بات چیت کرتے ہوئے کہا، "بی جے پی کے ان وزرائے اعلیٰ نے جو بھی کہا ہے وہ اسلاموفوبیا کا بدترین نمونہ ہے۔ اس طرح کے بیانات کا مقصد نفرت کی سیاست کو برقرار رکھنا اور اپنی ناکامیوں پر پردہ ڈال کر ماحول کو گرم رکھنا ہے، تاکہ انہوں نے "نفرتی فوج" کی جو بٹالین تیار کی ہے ان کو خوراک ملتی رہے۔"

نوید حامد کا کہنا تھا جن لوگوں کو مدرسے کا مطلب ہی معلوم نہیں وہ کچھ بھی کہہ سکتے ہیں۔ حالانکہ بہت سی مشہور ہندو شخصیات نے مدارس میں تعلیم حاصل کی ہے۔ ان کا کہنا تھا جب مسلمان اسکول بناتے ہیں تو حکومت اسے منظوری دینے میں اتنے روڑے اٹکاتی ہے کہ وہ اس سے توبہ کر لیتے ہیں۔ حکومت خود ہی مسلم اکثریتی علاقوں میں اسکول کیوں تعمیر نہیں کرتی؟ اگر اسکول نہیں ہوں گے تو بچے مدرسے ہی تو جائیں گے؟ آخر یہ لوگ مسلم بچوں کو ناخواندہ کیوں رکھنا چاہتے ہیں؟"

صرف مذکورہ وزراء اعلیٰ ہی نہیں بلکہ بی جے پی کے تمام بڑے چھوٹے لیڈران مسلسل مسلمانوں کے خلاف عوام کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، اور اسلامی شعائر کو نشانہ بنانے کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔ اسی ضمن میں بھارتیہ جنتا پارٹی کے ایک سینئر رہنما نے حلال مصنوعات کو 'اقتصادی جہاد' قرار دیا ہے۔ دوسری طرف ہندو قوم پرست تنظیم آر ایس ایس سے وابستہ گروپوں نے ہندوؤں کو حلال مصنوعات بشمول گوشت سے اجتناب کرنے کا مشورہ دیا۔ آر ایس ایس سے وابستہ ہندو جن جاگرتی کمیتی نے ہندوؤں سے اپیل کی ہے کہ وہ تہواروں کے موقع پر حلال گوشت نہ خریدیں۔ ہندو جن جاگرتی کمیتی کے ریاستی ترجمان موہن گوڑا نے مسلمانوں کے خلاف تازہ ترین مہم کو ہوا دیتے ہوئے ہندوؤں سے اپیل کی کہ وہ حلال گوشت فروخت کرنے والے مسلمانوں کی دکانوں سے خریداری نہ کریں۔ گوڑا نے متنازع بیان میں کہا کہ تصدیق شدہ حلال مصنوعات کی خریداری کا مطلب ملک دشمن سرگرمیوں کی حمایت کرنا ہے۔ ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ حلال مصنوعات کے فروخت سے ہونے والی آمدنی کا استعمال دہشت گردی اور ملک دشمن سرگرمیوں میں کیا جا رہا ہے۔ حلال مصنوعات خریدنا ملک دشمن سرگرمیوں کی حمایت کے مترادف ہے۔" ریاستی وزیر اعلیٰ کے سیاسی سیکرٹری ایم پی رینوکا چاریہ نے غیر حلال گوشت کی دکانیں کھولنے کے لیے مالی امداد کی پیش کش بھی کی ہے۔

دوسری طرف اپوزیشن کا کہنا ہے کہ بی جے پی یہ سارا کھیل اگلے سال ہونے والے ریاستی اسمبلی انتخابات کے مدنظر کر رہی ہے۔ کانگریس رہنما پریانک کہتے ہیں کہ "بی جے پی کرناٹک کو بھی اتر پردیش میں بدل دینا چاہتی ہے۔" چونکہ بی جے پی کو عوام کی فلاح و بہبود سے کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لیے وہ کبھی کشمیر فائلز کا معاملہ اٹھاتی ہے تو کبھی اقلیتوں کی اقتصادی سرگرمیوں پر پابندی عائد کرنے کی حوصلہ افزائی کرتی ہے اور اب یہ حلال گوشت کا مسئلہ پیدا کر رہی ہے۔ یہ صرف انتخابی حربہ ہے۔" دریں اثنا ریاست کے 60 سے زائد دانشوروں نے وزیر اعلیٰ بومئی کو ایک مشترکہ خط لکھ کر مذہبی منافرت پر روک لگانے کی اپیل کی ہے۔ (بحوالہ ڈوئچے ویلے جرمنی)

موجودہ حالات کو بدلنے میں اپنا کردار ادا کیجئے

مولانا سراج الدین ندوی

ملت اسلامیہ آج نوع بنوع مسائل سے دوچار ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ ایک ایسی ملت ہے جو کسی ایک بیماری میں مبتلا نہیں بلکہ متعدد بیماریوں نے اسے نڈھال کر دیا ہے۔ اس تناظر میں ملت کو چند ضروری کا انجام دینے ہیں۔

☆ سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اپنی بیماری کی شناخت کرے۔ اس کے اسباب و علل کا تجزیہ کرے۔ صحیح دوا کا استعمال اور مکمل پرہیز کا اہتمام کرے۔ اسے یہ احساس ہو جائے کہ دنیا میں اسے دوسری قوموں کی بیماری دور کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ خود صحت مند رہے بلکہ دوسرے بیماروں کے لیے بھی مسیحا بن کھڑی ہو جائے۔

☆ آج ملت اسلامیہ اپنی حیثیت، اپنے مقام اور فرض منصبی کو بھول گئی ہے۔ وہ عرفانِ ذات کی اس دولت سے محروم ہو گئی ہے جسے اقبالؒ نے "خودی" سے تعبیر کیا تھا اور جس کے بارے میں حضرت علیؓ نے فرمایا تھا۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ (جس نے خود کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) ملت کو اس کا اصل مقام و منصب یاد دلایا جائے کہ اللہ نے اسے زمین میں اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے۔

☆ آج ہماری نئی نسل کرکٹ کے کھلاڑیوں کو خوب جانتی ہے۔ ان کے ریکارڈ بھی رکھتی ہے مگر وہ امام غزالیؒ، علامہ ابن تیمیہؒ، بوعلی سیناؒ، فارابیؒ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، مجدد الف ثانیؒ، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، محمد بن قاسم کے بارے میں کچھ نہیں جانتی۔ ضرورت ہے کہ ہم نئی نسل کو اپنی تاریخ اور اپنے اسلاف کے کارناموں سے متعارف کرائیں تاکہ اس کا احساس کمتری بھی دور ہو اور اسے معلوم ہو کہ تہذیب و ثقافت اور سائنس و ٹکنالوجی ہماری میراث ہے اور اس میدان میں آج بھی ہمیں سب سے آگے پہنچنا ہے۔ ☆ ہر شخص اپنی اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرے۔ خود اپنی ذات، اپنی فیملی، اپنے گھر، اپنے محلے، اپنے شہر اور اپنے ضلع کے بارے میں فکر کرے۔ عملی پروگرام بنائے اور اپنے معاشرے کو اونچا اٹھانے کی کوشش کرے۔ کسی بڑی پلاننگ کے بجائے اگر ہر محلے کے لوگ یہ طے کر لیں کہ ان کے محلے کا ایک بچہ بھی ان پڑھ نہیں رہے گا۔ آپ دیکھیں گے کہ دس سال میں ہمارے معاشرے کی کایا پلٹ جائے گی۔ ہر شخص آل انڈیا یا آل ورلڈ تنظیم بنا کر کام کرنا چاہتا ہے۔ اپنے محلے، اپنی بستی کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس صورت حال کو تبدیل ہونا چاہیے۔ ☆ مدارس و مکاتب اپنے نصاب و نظام تعلیم میں تھوڑی سی تبدیلی کر لیں تو اس کے بڑے دوررس نتائج نکل سکتے ہیں۔ مکاتب میں بچوں کو ناظرہ و دینیات اور اردو کے ساتھ اتنی ہندی، انگریزی اور ریاضی بھی پڑھا دی جائے کہ ان کا داخلہ پانچویں کلاس میں ہو جایا کرے۔ اسی طرح بڑے مدارس جہاں عربی ادب، صرف و نحو، تفسیر، حدیث، فقہ، منطق، فارسی کی تعلیم دی جاتی ہے وہ فارسی کی جگہ انگریزی و ہندی اور منطق کی جگہ سائنس پڑھانے لگیں تو اس کے بڑے دوررس اثرات ظاہر ہوں گے۔ ہمارے اسلاف نے فارسی کو داخل نصاب اس وقت کیا تھا جب یہ سرکاری زبان تھی۔ اب ہماری زبان ہندی اور بین الاقوامی زبان انگریزی ہے تو ہمارے علماء کرام کو چاہیے کہ اپنے طلبہ کو یہ زبانیں سکھائیں۔ اسی طرح منطق و فلسفے کے علوم کی تدریس کا رواج اس وقت ہوا جب یونانی فلسفہ و منطق کے ذریعہ اسلام پر حملے کئے گئے تو ہمارے اسلاف نے انہیں کے علوم سیکھ کر ان کو جواب دیا۔ آج سائنسی علوم کا دور ہے اور انہیں علوم کو سیکھ کر نہ صرف یہ کہ اسلام کا دفاع کیا جائے بلکہ اس کی حقانیت کو واضح کیا جائے۔ ☆ قرآن و حدیث کی تدریس بھی اس انداز سے ہو کہ موجودہ مسائل و متقضیات کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے اور حل کرنے کی صلاحیت طلبہ میں پیدا ہو اور ان کی تعلیمات کو موجودہ حالات پر منطبق کیا جائے اسی طرح عربی ادب اور صرف و نحو کو محض رٹنے رٹانے کے بجائے ایک زندہ زبان کی حیثیت سے پڑھایا جائے۔ ☆ لڑکیوں کی تعلیم پر بہت کم توجہ دی جاتی ہے۔ بعض دینی حلقوں میں انہیں جدید علوم پڑھانا تو حرام سمجھا جاتا ہے۔ یہ صورت حال نہایت تشویشناک ہے۔ لڑکیوں کی تعلیم لڑکوں سے زیادہ ضروری ہے۔ اس لیے کہ آگے چل کر انہیں کی گود میں بچے پروان چڑھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے معاشرے میں حضرت عائشہؓ سے مرد بھی مسئلے معلوم کرنے آیا کرتے تھے گویا کہ ایک خاتون کو اتنا علم سکھایا گیا تھا کہ وہ مردوں پر بھی فوقیت رکھتی تھیں۔ جب تک مسلم معاشرے میں خواتین کی حصے داری کو موثر نہیں بنایا جائے گا اور وہ اپنا رول ادا نہیں کر سکے گی اس وقت تک مسلم معاشرے کی گاڑی نہیں چل سکے گی۔ ☆ معاشی طور پر پس ماندگی کو دور کرنے کے لیے دوررس منصوبہ بندی اور عمل آوری کی ضرورت ہے۔ اقلیتوں کے لیے بہت سی سرکاری اسکیمیں پاس ہوتی ہیں مگر ملت کے عوام کو نہ ان کا علم ہو پاتا ہے اور نہ ان سے استفادے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔ اس طرح کی اسکیموں اور ان سے استفادے کی خوب تشہیر کی جائے۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

''مندر ڈھونڈھو'' روزگار اسکیم شروع

نواب علی اختر

ملک میں جاری بڑی بڑی روزگار اسکیموں میں زبردست ناکامی کے بعد ہندوستان میں ''مندر ڈھونڈھو روزگار'' اسکیم شروع کردی گئی ہے، جس کے تحت تقریباً ہر روز کسی نہ کسی مسجد سے اچانک ''مندر'' نکال کر ایک نئے بھگوان کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔ یہ سلسلہ کئی روز سے جاری ہے جس میں بھگوان کو پوجنے کا دم بھرنے والا ایک انسان دوسرے انسان کو مارنے کاٹنے کو بھی تیار ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ مذکورہ ''اسکیم'' کے ہنگامے میں خون کے آنسو رلا دینے والی مہنگائی کے خلاف اٹھنے والی آوازیں بھی دب کر رہ گئی ہیں۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ یہ تمام خرافاتیں سیاست سے متاثر ہیں اور ان سب کے لئے ایک مخصوص گروہ کو باقاعدہ طور سے معاشرے میں نفرت پھیلا کر ملک کی گنگا۔جمنی تہذیب کو آگ لگانے کا روزگار دیا گیا ہے۔

ان حالات میں مرکز میں بھی بی جے پی حکومت اور اس کے حکمرانوں کے طرز عمل سے صاف ہوگیا ہے کہ یہ لوگ سیاست کے لیے ملک اور عوام کی ترقی، فلاح و بہبود کے سوا کچھ بھی کرسکتے ہیں۔ عوام کو بنیادی سہولیات فراہم کرنے کی بجائے گزشتہ حکومتوں کی طرف سے فراہم کی گئیں سہولیات کو اپنا بتا کر واہ واہی لوٹنے والے حکمرانوں کو بس ایک ہی طریقہ آتا ہے کہ جب تک عام لوگ آپس میں لڑتے مرتے رہیں گی، ان کی سیاسی دکان پھلتی پھولتی رہے گی۔ آج کے رہنماؤں کے رویے سے یہی نظر آتا ہے کہ انہیں تعلیم، صحت، روزگار جیسے سلگتے مسائل سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اسکیمیں تو خوب بناتے ہیں مگر انہیں زمین پر اتارتے سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کی ناکامیاں ان کے لیے عذاب نہ بن جائیں۔

ان سب کے درمیان ہمیں میڈیا کی بھی پیٹھ تھپتھپانا چاہئے جو انتہائی ناگفتہ بہ حالات کے باوجود حکومت کو آئینہ دکھانے کے بجائے اس کا گن گان کرتا رہتا ہے۔ اسی زرخرید میڈیا کی بدولت ہندوستان ایسا ملک ہوگیا ہے جہاں عوام کو درپیش انتہائی اہمیت کے حامل اور سلگتے ہوئے مسائل کی کوئی اہمیت نہیں رہ گئی ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے عوام کہیں پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ ان پر مسلسل ڈالے جانے والے بوجھ کی کسی کو فکر یا پرواہ نہیں ہے۔ ہر کوئی اپنے ایجنڈے کو پروان چڑھانے میں مصروف ہے۔ دیکھا جائے تو صرف اور صرف حکومت کی ناکامیوں کو چھپانے اور عوام کو مذہبی تعصب کا شکار بناتے ہوئے اپنے ایجنڈے کی تکمیل کرنے کی کوشش کے سواء کچھ بھی نہیں ہورہا ہے۔ یعنی مہنگائی کی آگ پر نفرت کا تیل ڈال کر سماج کو جلانے کی کوشش یں لگاتار جاری ہیں۔

جو لوگ اونچی اونچی کرسیوں پر بیٹھ کر مذہبی منافرت پھیلانے کا کام کر رہے ہیں انہیں مہنگائی سے کوئی سروکار نہیں ہے کیونکہ ان کو حکومت کے انعامات اور غلامی کی قیمت مل جاتی ہے اور وہ بیہودہ راگ الاپتے رہتے ہیں۔ ایک وقت تھا جب میڈیا عوام کو درپیش مسائل پر حکومت کو گھیرتا تھا۔ حکومت کی ناکامیوں کو اس کے سامنے پیش کرتا تھا۔ مہنگائی اور بیروزگاری جیسے مسائل کو اہمیت دی جاتی تھی۔ اس پر حکومت سے جواب طلب کیا جاتا تھا۔ اپوزیشن کے جذبات و احساسات کو پیش کرنے کی ذمہ داری میڈیا کی ہوا کرتی تھی لیکن آج تقریباً نام نہاد پورا قومی میڈیا حکومت کے زرخرید اداروں کی طرح کام کر رہا ہے۔ وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو فراموش کرچکے ہیں اور عوام کے ذہنوں سے بھی یہ مسائل محو کرنے کی کوشش کرنے میں لگے ہیں۔

آج مہنگائی ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ بن گئی ہے۔ اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں اضافہ نے عام آدمی کا جینا مشکل کردیا ہے۔ دو وقت کی روٹی کے سواء عام آدمی کو کچھ اور بجھائی نہیں دے رہا ہے۔ ایک طرح سے حکومت اور عوام کے درمیان ایک خلیج پیدا ہوگئی ہے اور اس کو مزید بڑھایا جارہا ہے۔ پٹرولیم اشیا کی قیمتوں سے لے کر دودھ تک، ادویات سے لے کر اناج تک، دالوں سے لے کر سبزیوں تک ہر شئے کی قیمتیں بڑھتی جارہی ہیں۔ حکومت کے ذمہ داروں سے اگر اس پر سوال کیا جائے تو کوئی کہتا ہے کہ وہ لہسن نہیں کھاتے، کوئی کہتے ہیں کہ وہ پیاز استعمال نہیں کرتے۔ خود وزیراعظم اس انتہائی حساس اور اہمیت کے حامل مسئلہ پر ایک لفظ تک کہنے کو تیار نہیں ہیں۔ ''من کی بات'' میں کئی مسائل کا احاطہ کرنے والے مودی جی کو مہنگائی کے مسئلہ پر سانپ سونگھ جاتا ہے۔

وہیں جب اپوزیشن جماعتوں کی جانب سے حکومت سے سوال کیا جارہا ہے تو بی جے پی کے قائدین کوئی واضح جواب دینے کی بجائے اپوزیشن کو تنقیدوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔ اپنی حکومت کی کارکردگی پر جواب دینا ان کا فریضہ ہے۔ اپوزیشن کا ذمہ ہے کہ وہ حکومت سے سوال پوچھے اور اس پر سیدھے جواب دیا جائے۔ کوئی وضاحت اگر ہو تو کی جانی چاہئے لیکن ایسا نہیں کیا جارہا ہے۔ الٹا اپوزیشن کو اور سوال پوچھنے والوں کو لتاڑا جارہا، ان کا استحصال کیا جارہا ہے۔ یہ ہماری جمہوریت اور وفاقی حکمرانی کے اصولوں کے ساتھ مذاق ہے، اس سے گریز کرنا چاہئے۔ حکومت کو اور خود ملک کے وزیراعظم کو صورتحال کی سنگینی کو سمجھتے ہوئے مہنگائی اور بیروزگاری پر جو بھی سوال کئے جارہے ہیں ان کا موثر اور سنجیدگی سے جواب دینا چاہئے۔

گرمی کی غیر معمولی لہر؛ موسم میں شدت کی وجہ کیا ہے؟

میٹ ٹیلر (بی بی سی لندن)

موسمیاتی تبدیلیوں کے نتیجے میں دنیا بھر میں لوگ شدید گرمی کی لہروں، تباہ کن سیلابوں اور جنگلوں کی آگ کا سامنا کر رہے ہیں۔ پاکستان کے کچھ حصوں اور شمال مغربی انڈیا میں گذشتہ ہفتے کے آخر میں درجہ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ سے زیادہ دیکھا گیا۔ خیال رہے کہ صنعتی دور کے آغاز سے ہی فوسل فیول کے جلنے سے پیدا ہونے والی گیسوں کا اخراج ماحول میں گرمی کو بڑھا رہا ہے۔ اس کے نتیجے میں اوسط درجہ حرارت میں 1.1 سینٹی گریڈ کا اضافہ ہوا۔ یہ اضافی گرمی غیر مساوی طور پر منقسم ہے اور فی الحال ہم اس کی انتہائی شکل دیکھ رہے ہیں۔ واضح رہے کہ عالمی سطح پر کاربن کے اخراج میں کمی کے بغیر یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ یہاں چار طریقے پیش کیے جارہے ہیں جن میں یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ کس طرح موسمیاتی تبدیلی شدید موسم میں اپنا حصہ ڈال رہی ہے۔

۱۔ زیادہ گرم اور زیادہ طویل گرمی کی لہریں: اوسط درجہ حرارت کی چھوٹی موٹی تبدیلیوں کے اثرات کو سمجھنے کے لیے آپ اسے یوں دیکھیں کہ کہ وہ کوئی گھنٹی ہے جس کے دونوں سرے شدید ٹھنڈک یا شدید گرمی ہیں اور درجۂ حرارت کا زیادہ تر حصہ درمیان میں ہے۔ یعنی گھنٹی کے درمیان یا مرکز میں اگر ایک چھوٹی سی بھی تبدیلی رونما ہوتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اثرات دونوں سروں پر نظر آئیں گے اور اس طرح گرمی اور سردی کی لہریں زیادہ اور شدید ہوتی جائیں گی۔ برطانیہ میں میٹ آفس (شعبۂ موسمیات) کا کہنا ہے کہ پچھلے 50 برسوں میں گرمی کی لہروں کی لمبائی دگنی سے بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ اس شعبے کا کہنا ہے کہ گرمی کی لہروں میں ایک اور موسمی رجحان یعنی ہیٹ ڈوم (گرمی کے گنبد) کی وجہ سے شدت یا طوالت آسکتی ہے۔ زیادہ دباؤ والے علاقے میں گرم ہوا نیچے کو دھکیلی جاتی ہے اور بعض جگہ یہ پھنس جاتی ہے جس کی وجہ سے پورے کے پورے براعظم میں درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ جب طوفان تیز رفتار ہوا کے دھاروں سے بنے جیٹ سٹریم کو متاثر کرتا ہے تو یہ سکپنگ روپ یعنی کودنے والی رسی کو ایک سرے پر ہلانے اور اس کے ساتھ اٹھنے والی لہروں کو حرکت کرتے ہوئے دیکھنے جیسا لگ سکتا ہے۔ یہ لہریں ہر چیز کو تیزی سے سست کرنے کا سبب بنتی ہیں اور موسمی نظام اس دائرے والے علاقوں میں کئی دنوں تک پھنسے رہ سکتے ہیں۔ اسی قسم کا پھنسا یار کا ہوا موسم بھی انڈیا اور پاکستان میں ریکارڈ گرمی کے لیے ذمہ دار ہے۔ مسلسل ہائی پریشر اور معمول سے کم بارش کی وجہ سے 122 سال میں جب سے موسم کا ریکارڈ رکھنا شروع کیا گیا ہے اس کے بعد سے رواں سال انڈیا کا گرم ترین مارچ رہا ہے۔ پاکستان کے گرم ترین مارچ کے درمیان کراچی میں بھی گرم ترین مارچ ریکارڈ کیا گیا ہے خواہ وہ دن کا درجۂ حرارت ہو کہ رات کا۔ اپریل میں گرمی کی لہر کی وجہ سے، پاکستان میں پھر سے ریکارڈ ٹوٹ رہے ہیں۔ جیکب آباد میں ایک موقع پر 49 ڈگری سینٹی گریڈ درجۂ حرارت ریکارڈ کیا گیا جبکہ وسطی اور شمال مغربی انڈیا میں بھی ریکارڈ توڑ گرمی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ برطانیہ کے محکمہ موسمیات نے خبردار کیا ہے کہ رواں ہفتے کے آخر میں خطے کے کچھ حصوں میں درجہ حرارت 50 ڈگری سینٹی گریڈ تک پہنچ سکتا ہے اور اگلے ہفتے کے آخر تک اس میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ گرمی کی یہ سطحیں سال میں اس وقت کے لحاظ سے اوسطاً تقریباً 5-7 زیادہ ہیں۔ جنوبی نصف کرہ یعنی ارجنٹائن، یوراگوئے، پیراگوئے اور برازیل جیسے تمام ممالک میں جنوری میں ایک تاریخی ہیٹ ویو دیکھی گئی اور بہت سے علاقوں نے اپنے گرم ترین دن کی اطلاع دی۔ رواں ماہ مغربی آسٹریلیا کے آنسلو میں درجۂ حرارت 50.7 ڈگری سینٹی گریڈ ریکارڈ کیا گیا جو کہ جنوبی نصف کرہ میں قابل اعتماد طور پر اب تک کا سب سے زیادہ ریکارڈ شدہ درجہ حرارت ہے۔ گذشتہ سال شمالی امریکہ میں طویل گرمی کی لہروں کا دورانیہ دیکھا گیا تھا۔ مغربی کینیڈا کے لیٹن میں درجہ حرارت 49.6 سینٹی گریڈ تک پہنچ گیا تھا جو کہ پہلے کے ریکارڈ سے تقریباً پانچ ڈگری زیادہ تھا۔ ورلڈ ویدر ایٹریبیوشن نیٹ ورک کا کہنا ہے کہ موسمیاتی تبدیلی کے بغیر اتنی شدید گرمی کی لہر تقریباً ناممکن ہے۔ ایک نظریہ یہ ہے کہ آرکٹک یعنی قطب شمالی کے علاقے میں زیادہ درجہ حرارت جیٹ سٹریم کو سست کرنے کا سبب بن رہا ہے جس کی وجہ سے گرمی کے گنبد بننے کے امکانات بڑھ رہے ہیں۔

۲۔ زیادہ اور مسلسل خشک سالی: جیسے جیسے گرمی کی لہریں زیادہ شدید اور طویل ہوتی جائیں گی خشک سالی میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے۔ گرمی کی لہروں کے درمیان کم بارش کے ہونے سے زمین کی نمی اور پانی کی فراہمی زیادہ تیزی سے خشک ہوجاتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ زمین زیادہ تیزی سے گرم ہوتی ہے، اوپر ہوا کو گرم کرتی ہے اور زیادہ شدید گرمی کا باعث بنتی ہے۔ انسانوں اور کھیتی باڑی کے لیے پانی کی ضرورت پانی کی فراہمی پر مزید دباؤ ڈالتی ہے جس سے اس کی قلت میں اضافہ ہوتا ہے۔

۳۔ جنگل کی آگ کے لیے مزید ایندھن: جنگل کی آگ براہ راست انسانی عمل دخل سے بھڑک سکتی ہے لیکن اس میں قدرتی عوامل بھی بہت بڑا کردار ادا کرسکتے ہیں، موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے شدید اور طویل المیعاد گرمی کا چکر زمین اور پودوں سے زیادہ سے زیادہ نمی کھینچ لیتا ہے۔ آگ لگنے کے لیے یہ سازگار خشک حالات ایندھن فراہم کرتے ہیں جو ناقابل یقین رفتار سے پھیل سکتی ہے، بارش کی کمی اور غیر موسمی گرمی کی وجہ سے شمالی نصف کرہ کے کچھ علاقوں میں جنگل کی آگ کا موسم قبل از وقت شروع ہوچکا ہے، سائبیریا اور الاسکا کے کچھ حصوں میں پہلے ہی آگ پھیل چکی ہے، اور مغربی ناروے اور برطانیہ میں بھی غیر معمولی طور پر قبل از وقت آگ لگنے کی اطلاعات ملی ہیں۔ کینیڈا میں گذشتہ موسم گرما میں، گرمی کی لہریں آگ کا باعث بنیں جو اتنی تیزی سے اور دھماکہ خیز طریقے سے تیار ہوئیں کہ ان سے پائیرو کومولونمبس بادل بنے اور انھوں نے اپنا موسمی نظام بنالیا۔ ان بادلوں نے بجلی پیدا کی اور مزید آگ بھڑکائی۔ حالیہ دہائیوں میں جنگل کی بڑی آگ کی تعداد میں ڈرامائی طور پر اضافہ ہوا ہے۔ سائنس دانوں اور صحافیوں کی ایک آزاد تنظیم، کلائمیٹ سینٹرل کے مطابق 1970 کی دہائی کے مقابلے، 10,000 ایکڑ (40 مربع کلومیٹر) سے بڑے رقبے پر لگنے والی آگ اب مغربی امریکہ میں سات گنا زیادہ عام ہے۔

۴۔ زیادہ شدید بارشیں: معمول کے موسمی چکر میں گرم موسم ہوا میں نمی اور آبی بخارات پیدا کرتا ہے، جو بارش کے لیے بوندوں میں بدل جاتا ہے۔ بہرحال یہ جتنا گرم ہوگا فضا میں زیادہ بخارات جمع ہوں گے جس کے نتیجے میں زیادہ بوندیں ہوں گی اور نتیجہ زیادہ بارش۔ کبھی کبھی زیادہ بارش مختصر وقت میں اور ایک چھوٹے سے علاقے میں، رواں سال پہلے ہی ایسا دیکھا گیا اور سیلاب نے سپین اور مشرقی آسٹریلیا کے کچھ حصوں کو متاثر بھی کیا ہے۔ صرف چھ دنوں کے عرصے میں برسبین میں سالانہ بارش کا تقریباً 80 حصہ برس گیا تھا، جب کہ سڈنی میں تین ماہ سے بھی کم عرصے میں اپنی سالانہ اوسط سے زیادہ بارش ریکارڈ کی گئی۔ دنیا بھر میں موسم ہمیشہ انتہائی متغیر رہتا ہے لیکن موسمیاتی تبدیلی اسے مزید شدید بنا رہی ہے، اور ایسے میں صرف یہ چیلنج نہیں کہ ماحول پر لوگوں کے مزید اثرات کو محدود کیا جائے بلکہ شدید موسم کے حساب سے ڈھلنا بھی ایک چیلنج ہے جس کا ہمیں فی الحال سامنا ہے۔

Scanned with CamScanner

فضول گفتگو سے خاموشی بہتر ہے

ابو احمد سکراوی

اس وقت سماج و معاشرہ میں اخلاقی قدریں ختم ہو رہی ہیں، جب کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد وعورت کو اپنوں اور غیروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اچھے اخلاق اپنانے کی تعلیم دی ہے، حسن اخلاق کا ایک اہم ترین پہلو زبان کی حفاظت ہے، اسلام کے نظام اخلاق میں ہمیں خصوصیت کے ساتھ زبان کی حفاظت کرنے اور اسے کنٹرول کرنے کی تاکید کی گئی، چونکہ زبان کو چھوڑ دینے سے بہت سی آفتیں، تباہیاں اور معاشرتی ہلاکت خیزیاں جنم لیتی ہیں، اسلامی اخوت و بھائی چارگی کا جنازہ نکل جاتا ہے، رقابتیں اور دوریاں بڑھنے لگتی ہیں، سماج میں ہر آدمی ایک دوسرے کے متعلق بدگمانی کا شکار ہو جاتا ہے، بے لگام زبان ہمیشہ شیطان کا آلہ کار بن جاتی ہے اور آدمی نفس کا غلام بن جاتا ہے، پھر کسی کی عزت وآبرو پر کیچڑ اچھالنا کسی پر طعن وتشنیع کرنا، وجھوٹ وافتراء باندھنا ،غیبت وچغل خوری کرنا، گالی گلوچ کرنا عام سی بات ہو جاتی ہے، اور یہی ہو بھی رہا ہے۔ غیر تو غیر ہے ہماری بھی یہی روش اور عادت بنتی چلی جا رہی ہے، جو جتنا بڑا منھ پھٹ ہو اسی قدر دانا اور عقل مند سمجھا جاتا ہے، ایسے ہی لوگ سماج میں قد آور آؤ بھگت کا حقدار سمجھے جاتے ہیں، ہماری نئی نسل کا طرز تکلم اور انداز گفتگو بالکل ہی جداگانہ ہے، آپس میں ماں بہن بیٹی کے مقدس رشتوں کو آڑے ہاتھوں لئے بغیر گفتگو کا آغاز ہی نہیں ہوتا۔ دور حاضر میں انسانی شرافت و نجابت کا معیار ہی بدل گیا ہے، لہذا جب ایسی بداخلاقی سماج و معاشرہ میں عام ہو جاتی ہے تو آدمی گناہوں پر جری اور بڑے بڑے کبائر کو حقیر سمجھنے لگتا ہے، نتیجتاً اپنے دین و مذہب سے اس قدر دور ہوتا چلا جاتا ہے کہ دینی واخلاقی باتیں بھی گراں گزرتی ہیں، ہمیں یاد رہنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان کی زندگی کتاب اللہ اور سنت رسول کے بتائے حدود اور دائرے ہی میں گذرنی چاہئے اسی میں دین ودنیا کی سعادت مندی کا راز پنہاں ہے۔

زبان اللہ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے اس نعمت کی قدر دانی یہ ہے کہ اسے اللہ کے ذکر وعبادت میں تسبیح وتحلیل میں تقدیس میں تر رکھا جائے، بھلائی کا حکم اور برائی سے روکا جائے، چرب زبانی اور لایعنی باتوں اور ایسے اعمال سے بچا جائے جس میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی ہوتی ہو، تاکہ قیامت کے دن ذلت ورسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے، بڑے ہی خسران ندامت کی گھڑی ہوگی جب ہر آدمی خود ہی حیران وششدر ہوگا، ہائے ہماری خرابی یہ کیسی کتاب ہے جس نے ہر چھوٹا بڑا شمار کر رکھا ہے اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب موجود پائیں گے۔ (الکہف)

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالی ہے: انسان منہ سے کوئی لفظ نہیں نکالتا کہ اس کے پاس (رب کے) نگہبان نوٹ کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں، ان دونوں فرشتوں کے بارے میں جنہیں کراما کاتبین کہا جاتا ہے، ایک اور جگہ فرمایا: ''یقیناً تم پر نگہبان لکھنے والے (فرشتے) مقرر ہیں، جو کچھ تم کرتے جانتے ہو۔ (انفطار:۱۲)

اللہ تعالی نے ہم پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وپیروی کو لازمی قرار دیا ہے آپ کی زندگی مومن کے لئے آئینہ ہے، جس کے مطابق ہمیں اپنی زندگی کو ڈھالنا ہے، عقائد، عبادات، معاملات حسن اخلاق اور زندگی کے ہر شعبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے آئیڈیل اور نمونہ ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق کی شہادت عرش والا دیتا ہے: ''اے نبی! بے شک تو عمدہ اخلاق کے بلند رتبہ پر فائز ہے''۔ ایک اور مقام پر فرمایا: اللہ تعالی کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس چھٹ جاتے سو آپ ان سے درگذر کریں۔ (آل عمران:۱۵۹)

ہم اس نبی کی امت ہیں جس کے اخلاق کریمانہ اور حسن سلوک کا یہ حال ہے۔ آپ نے اپنی امت کو کیسی عمدہ اخلاقی تعلیم سے نوازا ہے: ارشاد ہے کہ: جو شخص اپنے دونوں جبڑوں اور اپنی ٹانگوں کے درمیان کا حصہ یعنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ذمہ داری لے لے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت لیتا ہوں'' (صحیح بخاری:۶۴۷۴) ہمارے اندر یہ شوق وجذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ ہم اس نبوی ضمانت کو قبول کر کے اپنی زبان اور شرمگاہ کی پوری پوری حفاظت کریں، تاکہ جنت کے مستحق بن سکیں۔

سیدنا حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لوگ کس وجہ سے سب سے زیادہ جنت میں داخل کئے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تقوی اللہ: اللہ کا ڈر اور حسن اخلاق کی وجہ سے، پھر پوچھا گیا: لوگ کس وجہ سے کثرت کے ساتھ جہنم میں ڈالے جائیں گے؟ فرمایا: منہ اور شرمگاہ کی (بے اعتدالیوں کی وجہ) سے (سنن ترمذی:۲۰۰۴)

فضول گفتگو سے خاموشی بہتر:

سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان ویقین رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات بولے، ورنہ خاموش رہے۔ (صحیح بخاری:۵۹۹۵) دوسری حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خاموشی اختیار کی اس نے نجات پالیا''۔ (سنن ترمذی:۲۵۰۱) اس حدیث کو شارحین نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جوامع الکلم میں شمار کیا ہے جس میں ہر دانا وبینا شخص کے لئے بڑی عظیم حکمت اور دارین کی کامیابی کا راز مضمر ہے، حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب گفتگو کرنے کا ارادہ کرے اس پر لازم ہے کہ بات کہنے سے پہلے غور وفکر کر لے اگر وہ بھلائی اور خیر ومصلحت پر مبنی ہو تو بولے اور اگر شک اور شبہ والی چیز ہو تو خاموش رہے۔

سیدنا عقبہ بن عامر پوچھتے ہیں: ''اللہ کے رسول نجات کیسے مل سکتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو کنٹرول میں رکھو، اپنے گھر کو لازم پکڑو (یعنی فارغ اوقات میں گلی، نکڑ، چوراہوں پر مت گھومتے پھرو) اور اپنے گناہوں پر تنہائی میں روؤ۔ (سنن ترمذی:۲۴۰۶) زبان نبوت کے سنہرے تعلیمات کو سامنے رکھئے اور اپنے گرد وپیش کا جائزہ لیجئے کہ نوجوان طبقہ تو اپنی جگہ رہا، بڑے بوڑھوں تک کے کردار وعمل اور اخلاقی پامالی کو دیکھ کر رونا آتا ہے، جنہیں نیکیوں کی حفاظت اور آخرت کی فکر دامن گیر ہونی چاہئے، وہ نماز کے بعد مسجدوں میں بیٹھ کر دوسروں کی پگڑیاں اچھالتے نظر آتے ہیں اور اگر مسجد سے باہر نکلے تو کہیں نکڑ چوراہے پر یا تالاب کے کنارے گپ شپ کی ایسی داستان! اللہ کی پناہ! اسی حقیقت کا عکس ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان: ''دو نعمتیں ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں کثرت سے لوگ غفلت ولاپرواہی کا شکار ہیں، صحت وتندرستی اور فارغ البالی'' (صحیح بخاری:۶۴۱۲)۔

زبان کی ہلاکتیں:

زبان کی آفتوں اور ہلاکتوں کا سلسلہ بہت دراز ہے اس کی بہت بڑی آفت تباہی جس کے دام فریب میں ہر خاص وعام مرد وعورت، عالم وجاہل اور نیک وبد گرفتار ہو چکا ہے، وہ ہے زبان کی بیجا آزادی اور اسے شتر بے مہار چھوڑ دینا ہے، ایسا لگتا ہے کہ آج ہمارے معاشرہ میں یہ کوئی قابل گرفت عمل ہی نہیں ہے، روزمرہ کی زندگی میں غور کیجئے، ہماری یہ زبان قینچی کی طرح چلتی ہے، نشتر زنی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ جس کے بارے میں جو چاہا کہہ دیا، گالی گلوچ طعن تشنیع، جھوٹ فریب، الزام تراشی، بہتان بازی جیسے الفاظ کے معنی ہی بدل کر رہ گئے ہیں، گناہ کا کوئی احساس ہی باقی نہ رہا، ہر شخص کی زبان اس کے دل کا ترجمان ہوتی ہے جس کا دل گناہوں سے سیاہ ہو چکا ہو، شرک وبدعت اور نفاق کی آماجگاہ بن گیا ہو، ایسے شخص سے شرافت کی امید بہت کم ہوتی ہے، اسی پس منظر میں دل اور زبان کے گہرے رشتہ کی نقاب کشائی حدیث نبوی میں کچھ اس طرح کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا ایمان درست نہیں رہ سکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو جائے اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کی زبان درست نہ ہو جائے۔ (صحیح ترغیب وترہیب:۲۸۶۵) ہمارے رب نے اخلاقی فرائض وذمہ داریوں کے بارے میں ہمیں آگاہی دی ہے: ارشاد باری تعالی ہے تمہیں جس کے بارے میں علم نہیں ہے تم اس کے پیچھے نہ پڑو، بے شک یہ کان یہ دل یہ آنکھ سب اللہ کے یہاں مسئول ہوں گے'' (اسراء:۳۲)

زبان کی آزادی دنیاوی حیثیت سے بھی مہنگی ثابت ہوتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے میٹھی زبان اجنبی شخص کو بھی چائے پلانے پر مجبور کر دیتی ہے دشمن کا دل جیت لیتی ہے جب کہ بدزبانی اور ترش روئی اچھے بھلے آدمی کا وقار مجروح کر دیتی ہے ۔اور اخروی ناکامی کی حیثیت سے ایسا آدمی بدترین لوگ میں شمار کیا جاتا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ آدمی اللہ کے نزدیک قدر ومنزلت کے اعتبار سے سب سے بدترین انسان ہے جس کی شرانگیزی سے بچنے کے لئے لوگ اسے چھوڑ دیں'' (صحیح بخاری:۶۰۳۲) یعنی لوگ اس کی شرارتوں سے بچنے کے لئے کنارہ کشی اختیار کرنے لگیں ۔آج معاشرہ میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے زبان کی ایک بہت بڑی آفت غیبت وچغل خوری ہے۔

غیبت وچغل خوری:

حدیث میں غیبت کی تعریف کچھ اس طرح سے بیان کی گئی ہے: ایک دفعہ صحابہ کرام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کسے کہتے ہیں؟ صحابہ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت کی تعریف بیان فرمائی، اپنے بھائی کا ذکر اس طرح سے کرنا کہ اگر وہ سنے تو ناپسند کرے، پوچھا گیا کہ جو بات ہم کہہ رہے ہیں وہ کمزوری حقیقت میں اس بھائی کے اندر موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کمی اس میں ہے اس کا ذکر کرنا ہی تو غیبت ہے اور تم نے اگر وہ بات کہی ہے جو اس کے اندر نہیں ہے تو تم نے اپنے بھائی پر بہتان تراشی کی ہے۔ (صحیح مسلم:۵۲۸۹) لہذا کسی کے بارے میں معمولی کلمہ بھی مطلقاً غیبت میں داخل ہے، کسی شخص کی ذات کے بارے میں ذکر کیا جائے یا اس کے اخلاق وکردار، دین وایمان، مال واولاد، بزنس وتجارت، چال ڈھال، خلقی وخلقی اوصاف کے متعلق ذکر کیا جائے اس پر مستزاد یہ کہ ہاتھ سر، آنکھ وغیرہ کے اشارے سے کیا جائے یا زبان سے، یہ ساری حرکتیں غیبت میں داخل ہیں۔ الا یہ کہ اس کا کہنا کسی شرعی حکم اور ضرورت کے مطابق ہو۔

اسی بارے میں ایمان والوں سے اللہ کا ارشاد ہے ''اے ایمان والو! بہت زیادہ بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے'' (الحجرات:۱۲) اللہ تعالی ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنے اور اس کے شر وفساد سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے، مولائے کریم ہم سے وہ کام لے جو اس کی رضا کا باعث ہو۔

﴿اعلان داخلہ﴾

جامعۃ المؤمنات الاسلامیہ

AL MOMENAT GIRLS SCHOOL PATNA

فیڈرل کالونی، عیسیٰ پور، پھلواری شریف پٹنہ۔۸۰۱۵۰۵، موبائل: 9798203144_8340706164

بانی: امیر شریعت سادس حضرت مولانا سید نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆لڑکیوں کیلئے اسلامی ماحول میں دینی وعصری تعلیم ☆باصلاحیت معلمات کی نگرانی میں بہار بورڈ اور سی بی ایس سی نصاب کے مطابق میٹرک تک تعلیم، ساتھ میں پانچ سالہ عالمیت کورس ☆لڑکیوں کے لئے حفظ قرآن کا شعبہ☆ نصاب میں کمپیوٹر، دستکاری اور امور خانہ داری شامل ☆پانچ منزلہ کشادہ وخوبصورت عمارت میں مناسب فیس پر قیام وطعام اور دیگر ساری سہولیات موجود، داخلہ کی کاروائی جاری، جلد رابطہ کریں۔

آپ ہمیں اپنی بچی دیں، ہم انہیں اچھی تعلیم وتربیت دے کر ایک تعلیم یافتہ، نیک سیرت اور وفا شعار بیٹی بنا کر آپ کے حوالہ کریں گے ان شاء اللہ۔

عبدالواحد ندوی

ناظم جامعۃ المومنات وصدر شعبۂ عربی مغربی کالج

Scanned with CamScanner

عورتوں کو وراثت سے محروم کرنا گناہ ہے

رابعہ باسنی، راجستھان

اسلام نے انسانی پیدائش سے لیکر اس کی موت تک زندگی کے ہر شعبہ میں حدود و حقوق اور ذمہ داریوں کو مکمل وضاحت وصراحت سے بیان کر دیا ہے، اسلام دیگر مذاہب کی طرح صرف اس لئے دنیا میں نہیں آیا ہے کہ وہ انسان کو صرف عبادت و ریاضت، ترک دنیا اور گوشہ نشینی کی تعلیم دے بلکہ اس نے اللہ کی عبادت کے ساتھ انسانی خدمات کو بہت بڑی سعادت قرار دیا ہے، مذہب اسلام نے انسانی معاشرے اور سماج میں پائے جانے والے افراد کے آپس میں ایک دوسرے کے حقوق مقرر کئے ہیں کہ جو لوگ حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ ایک دوسرے کا حق ادا کریں گے انہیں اس دنیا میں آرام وسکون اور چین کی زندگی نصیب ہوگی اور مرنے کے بعد ہمیشہ رہنے والی جو زندگی ملے گی وہ زندگی بھی کامیاب ہوگی اور حقوق کے دائرے میں رہنے والوں کو خدائے جل شانہ کی رضا کے حصول کا بہترین ذریعہ قرار دیا ہے اور جو حقوق کی پاسداری نہیں کریں گے وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار رہیں گے اور آخرت میں بھی ان کیلئے سخت عذاب ہے۔

چنانچہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:"ادو اکل ذی حق حقہ" یعنی ہر حق والے کا حق پورا دے دو۔ مطلب یہ ہے کہ کسی کا حق کسی طرح مت دباؤ اور کما حقہ اس کے مستحقین تک پہنچاؤ اس میں فلاح انسانی ہے لیکن آج اس دور میں انسان انسانیت کے دائرے سے نکلا ہوا نظر آ رہا ہے اور بجائے ثواب کے عذاب الٰہی کا شکار ہوتا جا رہا ہے۔

حضرت ابوہریرہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس وغریب کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ہے جس کے پاس درہم ودینار نہ ہو؟ تو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں مفلس ومحتاج وہ ہے جو قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے کہ اس نے نماز بھی پڑھی ہوگی، روزہ بھی رکھا ہوگا، زکوۃ بھی دی ہوگی، لیکن وہ اس حالت میں آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، تو ظالم اور حق تلفی کرنے والوں کی نیکیاں مظلوموں اور حقداروں میں تقسیم کر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اور کچھ مظلوم اور حقدار باقی رہ جائیں گے تو ان کے گناہ ظالموں اور عاصیوں پر ڈال دیئے جائیں گے پھر انہیں گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

ایک حدیث پاک میں ہے کہ روز قیامت حقداروں کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے یہاں تک کہ اگر کسی سینگ والی بکری نے کسی بے سینگ والی بکری کو مارا ہے تو اس کا بدلہ دیا جائیگا، بے عقل جانوروں کے حقوق دلائے جائیں گے، تو انسان تو عقل سلیم رکھتا ہے اس کو اشرف المخلوقات ہونے کا شرف حاصل ہے اس سے تو بدرجہ اولی حقوق دلائے جائیں گے۔ روز قیامت اگر انسان اللہ کے سامنے بہانے کریگا، اس کی زبان بند کر دی جائیگی، منہ پر تالا لگا دیئے جائیں گے، اور تمام اعضاء اس کے خلاف گواہی دیں گے، زمین گواہی دیگی اور بتائیگی کہ فلاں شخص نے فلاں جگہ فلاں کو گالی دی تھی، فلاں جگہ فلاں کو قتل کیا تھا، فلاں کو فلاں جگہ مارا تھا، فلاں کی جائداد غصب کی تھی، فلاں کا حق مارا تھا۔

زمانہ جاہلیت میں کوئی کسی کے حق کا خیال نہیں کرتا تھا، ہر جگہ حق تلفی عام تھی اور سب سے زیادہ حق تلفی عورتوں کی کی جاتی تھی عورت کو کسی شمار میں نہیں لایا جاتا، ہر مذہب کے نزدیک عورت ذلیل وخوار مانی جاتی تھی، تمام قوموں میں عورت کی حالت ناقابل برداشت تھی، جور وستم اور غلامی کے ایسے خطرناک سماج میں عورت کی کوئی قدر ومنزلت نہ تھی، جہالت کا یہ عالم تھا کہ عورتوں کو جانوروں اور تجارتی سامان کی طرح بیچا اور خریدا جاتا تھا۔ اس معاشرے میں حیوانوں سے بدتر سلوک نے عورتوں کو سب سے مظلوم طبقہ بنا دیا تھا۔ یورپیوں کے نزدیک عورت فتنہ وفساد کی جڑ ہے، امن وسکون کی دشمن ہے، وہ کہتے ہیں: ہم سانپ سے محبت کر سکتے ہیں مگر عورت سے محبت کرنا گوارہ نہیں۔ عیسائی لوگ عورت کو شیطان کا دروازہ مانتے۔ یہودیت کی تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ عورت بدطینت ومکار ہے، مرد وارث کی موجودگی میں عورت وراثت سے محروم ہو جاتی تھی عورت کو دوسری شادی کرنے کا حق نہیں تھا۔ ہندو مذہب یہ تعلیم دیتا تھا کہ عورت کو بچپن سے بڑھاپے تک غلامی ومحکومی کی زندگی گذارنی چاہئے بچپن میں ماں باپ کی غلام کرے، جوانی میں اپنے شوہر کی اور بڑھاپے میں اپنی اولاد کی، غرضیکہ عورت ہر طرح مجبور وبیکس تھی ہر طرح کے حقوق سے محروم تھی۔

مگر جب مکہ کے افق سے آفتاب اسلام نمودار ہوا تو ظلم وستم سے روندی ہوئی عورت کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا اور اسلام نے عورت کو اس قدر بلند وبالا مقام ومرتبہ عطا کیا کہ جس مقام ومنصب کا عورت کیلئے اس دور میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، اسلام نے درس دیا کہ لوگوں! عورت تمہاری باندی یا کنیز نہیں بلکہ میری نگاہ میں اس کا بھی وہی مقام ومرتبہ ہونا چاہیے، جو تمہارا ہے اس کے بھی وہی حقوق اور اختیارات ہونے چاہئے جو تم کو حاصل ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرمودات وارشادات کے ذریعہ عورت کو عزت وآبرو دیکر فرش سے عرش پر پہنچا دیا۔ اسلام سے قبل عورتیں جس طرح دوسرے حقوق سے محروم تھیں اسی طرح ان کو میراث سے بھی دور رکھا جاتا تھا۔ آج عورتوں کو وراثت سے محروم رکھا جا رہا ہے، حالانکہ مسئلہ وراثت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: اللہ تعالی تمہیں حکم فرماتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں، بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ مردوں کیلئے حصہ ہے اس میں جو والدین اور قرابت والے چھوڑ گئے اور عورتوں کیلئے حصہ ہے اس میں جو قرابت والے اور ماں باپ چھوڑ گئے، ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ مقررہ حصہ ہے۔ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالی نے یہ حکم فرما دیا کہ وراثت کے حقدار صرف مرد ہی نہیں بلکہ اس میں عورتوں کا بھی حصہ مقرر ہے چاہے مال کم ہو یا زیادہ۔ ایک روایت ہے کہ شاعر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت ان کے بھائی حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی، ان کے پس ماندگان میں مذکر ورثاء کے ساتھ ان کی بیوی ام کحہ رضی اللہ عنہا اور پانچ لڑکیاں تھیں، سارے مذکر ورثاء آئے اور سارا ترکہ بٹور کر لے گئے ان کمزور ضعیفوں کیلئے کچھ نہ چھوڑا، ام کحہ رضی اللہ عنہا کو اس پر شدید صدمہ ہوا، چنانچہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں شکایت کی تو اللہ تعالی میراث کی آیت نازل فرمائی جس میں ام کحہ اور ان کی لڑکیوں کے حقوق ترکہ کی وضاحت تھی۔

دوسری روایت ہے کہ سعد بن ربیع کی عورت قبیلہ سے اپنی دو لڑکیوں کو لیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آئی عرض کیا: یارسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں سعد بن ربیعہ کی بیٹیاں ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں شہید ہو گئے ہیں اور ان کے چچا نے سب مال لے لیا ہے، ان کیلئے کچھ نہیں چھوڑا ہے، بغیر مال کے ان کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالی اس کا فیصلہ فرمائیگا۔ فوراً آیت میراث نازل ہوئی تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ان کے چچا کے پاس بھیجا اور فرمایا: کہ سعد کی دونوں لڑکیوں کو دو ثلث دے دو اور ماں کو ثمن دے دو اس کے بعد جو بچ جائے وہ تمہارا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی دوسری احادیث سے میراث کا ثبوت ہوتا ہے لیکن عصر حاضر میں عام طور پر مسلمان اپنی بیٹیوں کو حق میراث سے محروم رکھتے ہیں گویا لوگوں کا یہ ذہن بن چکا ہے کہ بیٹی کی شادی کر کے اسے رخصت کر دیا تو اس کے جملہ حقوق سے سبکدوش ہو گئے اور پھر وراثت کا سرمایہ لڑکوں کو ملتا ہے حالانکہ شرعی طور پر وراثت میں بیٹے کے ساتھ بیٹی کا بھی حق ہوتا ہے جس سے صرف نظر کرنا اور بیٹی کو وراثت سے بالکل محروم کرنا بہت بڑا گناہ اور بیٹی کی حق تلفی ہے لہذا جب تک بیٹی کو اس کا حق نہ دیا جائے اس وقت تک والدین اس کے حق سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ اور بعض لوگ جہیز دیکر اس کو وراثت خیال کرتے ہیں یہ کسی طرح درست نہیں، جہیز میں دی ہوئی اشیاء تحفہ ہوتی ہیں، زندگی میں کچھ دے دینے کو وراثت نہیں کہا جاتا، اس طرح بیٹی کا حصہ وراثت باقی رہ جاتا ہے جس سے سبکدوش ہونے کی یہی صورت ہے کہ اس کا ترکہ اس کے حوالہ کر دیا جائے۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ لڑکیاں کہہ دیتی ہیں میں حق میراث چھوڑتی ہوں مجھے ترکہ نہیں چاہئے، اتنا کہہ دینا بھی کافی نہیں ہے کیونکہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ اگر کوئی وارث یہ کہے کہ میں اپنا حق چھوڑتا ہوں تب بھی اس کا حق ختم نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ درحقیقت اللہ تعالی کی طرف سے اپنے حصہ کا حقدار ہے، محض چھوڑ دینے سے حق میراث ختم نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت مطہرہ نے جن مردوں اور عورتوں کا حصہ بیان کیا ہے اگر موجودہ صورت میں مستحق ہے تو حق تلفی نہ کریں بلکہ ہر شخص کو اس کا حصہ پورا پورا دے دیں بہتر یہ ہے کہ وارثین جب ترکہ تقسیم کرنا چاہیں مفتیان کرام سے معلومات حاصل کر کے شرعی طریقے سے جائداد تقسیم کریں اور اپنے کو حق العبد میں گرفتار ہونے سے بچالیں۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالی ہمیں دین اسلام کی تعلیمات پر دل وجان سے عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسرائیل، فلسطین تنازعہ

اسرائیل اور فلسطین کے درمیان تنازعہ نیا نہیں ہے، پہلی جنگ عظیم میں سلطنتِ عثمانیہ کی شکست کے بعد برطانیہ نے فلسطینی خطے کا کنٹرول سنبھال لیا، اس وقت یہاں پر عرب اکثریت میں جبکہ یہودی اقلیت میں تھے، دونوں برادریوں میں تناؤ اس وقت بڑھنے لگا جب عالمی برادری نے برطانیہ کو ذمہ داری دی کہ وہ یہودی کمیونٹی کے لیے فلسطین میں قومی گھر کی تشکیل کریں، یہودیوں کے نزدیک یہ ان کا آبائی گھر تھا مگر فلسطینی عربوں نے جو اکثریت میں تھے اس اقدام کی مخالفت کی۔

1920 کی دہائی سے لے کر 1940 کی دہائی کے دوران یہاں آنے والے یہودیوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہوا، ان میں سے کچھ دوسری جنگِ عظیم میں یورپ سے ہولوکاسٹ سے بچ کر آئے تھے، مگر اس دوران یہودیوں، عربوں کے درمیان برطانوی حکومت کے خلاف پُرتشدد واقعات بڑھنے لگے، 1947ء میں اقوام متحدہ نے ووٹنگ کے ذریعے فیصلہ کیا کہ فلسطین کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا جائے جن میں ایک یہودی ریاست ہو اور ایک عرب ریاست جب کہ یروشلم (بیت المقدس) ایک بین الاقوامی شہر ہوگا، اس تجویز کو یہودی رہنماؤں نے تسلیم کر لیا جب کہ عربوں نے اسے مسترد کر دیا اور اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

1948ء میں برطانوی حکمران یہ مسئلہ حل کیے بغیر ہی خطہ چھوڑ کر چلے گیے، ادھر یہودی رہنماؤں نے اسرائیل کی ریاست کے قیام کا اعلان کر دیا، بہت سے فلسطینیوں نے اس کی مخالفت کی اور پھر جنگ چھڑ گئی۔ ہمسایہ عرب ممالک کی فوجوں نے بھی اس جنگ میں حصہ لیا، لاکھوں فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کر دیا گیا اور انھیں جان بچانے کے لیے بھاگنا پڑا، اس واقعہ کو النکبہ (یعنی تباہی) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اگلے برس جب جنگ بندی کا اعلان ہوا تو اسرائیل نے زیادہ تر خطے کا کنٹرول سنبھال لیا تھا، اردن نے جو خطہ حاصل کیا اسے ویسٹ بینک یعنی غربِ اردن کہتے ہیں اور مصر نے غزہ کی پٹی سنبھال لی، بیت المقدس کے مغربی حصے کو اسرائیلی فورسز نے سنبھال لیا؛ جب کہ اردن کی فوج نے مشرق کا کنٹرول لے لیا؛ کیونکہ یہاں پر امن معاہدہ نہیں ہوا اس لیے ہر فریق نے اپنے مخالف پر الزام دھرا اور مزید جنگیں بھی ہوئیں اور کئی دہائیوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔

1967ء میں ایک اور جنگ میں اسرائیل نے مشرقی بیت المقدس اور غربِ اردن کے ساتھ ساتھ شام میں گولان کی پہاڑیوں، غزہ کی پٹی اور مصر میں آبنائے سینا پر بھی قبضہ کر لیا۔ زیادہ تر فلسطینی، جو اب پناہ گزین بن چکے تھے، یا ان کی آنے والی نسلیں اب غزہ کی پٹی اور غربِ اردن میں رہتے ہیں۔ اس کے بہت سے فلسطینی رشتہ دار اردن، شام، اور لبنان میں مقیم ہیں۔ نہ پناہ گزینوں کو اور نہ ہی ان کی نسلوں کو اسرائیل نے اپنے گھروں کو لوٹنے کی اجازت دی۔ اسرائیل کا کہنا ہے کہ ایسا کرنا ان کے ملک کے لیے بہت بھاری ثابت ہوگا اور ان کی ریاست کو بطور ایک یہودی ریاست خطرہ ہوگا۔ اسرائیل آج بھی غربِ اردن پر قابض ہے؛ تاہم اس نے غزہ کی پٹی سے فوجیں نکال لی ہیں؛ مگر اقوام متحدہ آج بھی اس علاقے کو مقبوضہ مانتا ہے، اسرائیل پورے بیت المقدس کو اپنا دارالخلافہ مانتا ہے؛ جب کہ فلسطینی مشرقی بیت المقدس کو مستقبل کی فلسطینی ریاست کا دارالحکومت مانتے ہیں، امریکہ ان چند ممالک میں سے ایک ہے؛ جو اسرائیلی دعوے کو تسلیم کرتا ہے، گذشتہ 50 سالوں میں اسرائیل نے یہاں نئی آبادیاں بسالی ہیں جہاں چھ لاکھ یہودی رہتے ہیں، فلسطینیوں کا کہنا ہے کہ یہ بین الاقوامی قوانین کے مطابق غیر قانونی ہے اور امن کی راہ میں رکاوٹ ہیں جبکہ اسرائیل اسے مسترد کرتا ہے۔ مشرقی بیت المقدس، غزہ کی پٹی اور غربِ اردن میں رہنے والے اسرائیلیوں اور فلسطینیوں کے درمیان تناؤ ہمیشہ ہی رہتا ہے۔ غزہ میں فلسطینی عسکریت پسند گروہ حماس برسر اقتدار ہے جس نے اسرائیل سے کئی مرتبہ جنگ کی ہے۔ اسرائیل اور مصر سختی سے غزہ کی سرحدوں کی نگرانی کرتے ہیں؛ تاکہ حماس تک ہتھیار نہ پہنچیں۔ غزہ اور غربِ اردن میں رہنے والے فلسطینیوں کا کہنا ہے کہ اسرائیلی پابندیاں اور کارروائیاں ان کی مشکلات میں اضافہ کرتی ہیں۔ اسرائیل کہتا ہے کہ وہ تو صرف خود کو فلسطینی تشدد سے بچا رہے ہیں۔ سال گزشتہ ماہِ رمضان کے آغاز سے ہی یہاں صورتحال کافی کشیدہ ہے۔ متعدد فلسطینی خاندانوں کو مشرقی بیت المقدس میں ان کے گھروں سے بے دخل کیے جانے کے بعد سے فلسطینیوں میں شدید غم وغصہ پایا جاتا ہے۔

ایسے متعدد معاملات ہیں جن پر فلسطینی اور اسرائیلی اتفاق نہیں کر سکتے، ان میں فلسطینی پناہ گزینوں کا کیا ہوگا، غربِ اردن میں یہودی بستیاں رہیں گی یا نہیں، کیا دونوں فریق بیت المقدس میں اکٹھے رہ سکتے ہیں، اور شاید سب سے مشکل یہ کہ کیا اسرائیل کے ساتھ ایک فلسطینی ریاست بنی چاہیے، گذشتہ 25 رسالوں میں امن مذاکرات وقتاً فوقتاً ہوتے رہے ہیں؛ مگر معاملات حل نہیں ہو سکے۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

Scanned with CamScanner

تعلیم مسلمانوں کے لئے نسخہ کیمیا

مفتی محمد اسلم میرٹھ

علم اللہ رب العزت کی عطا کردہ نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے، جس کی اہمیت وافادیت سے کسی کو انکار نہیں، لیکن اس کو حاصل کرنے میں جن مصائب وآلام اور دشوار گزار گھاٹیوں سے گزرنا پڑتا ہے اسے وہی جانتے ہیں جنہوں نے اس راستہ میں قدم رکھے ہوں ۔علم ایک نور ہے۔علم قیمتی موتی ہے۔علم ایک ایسی دولت ہے جس کے حاصل کرنے کے بعد انسان خود کو دوسرے انسانوں سے قد آور محسوس کرتا ہے اور قوم وملت کی ترقی کی بنیاد یہی جو ہر علم ہے، جس کو پہلی وحی میں اللہ رب العزت نے یوں بیان فرمایا ہے کہ پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا۔ (سورہ علق :۱) اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ (مشکوۃ:۳۴) نیز ارشاد باری تعالی ہے: اور کہو! اے میرے رب! مجھے زیادہ علم دے۔ (سوروف:۱۱۴) علامہ ابن حجر عسقلانی تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے علم کی فضیلت واضح طور پر ثابت ہوتی ہے۔اس لئے کہ خدائے تعالی نے اپنے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم کے علاوہ کسی دوسری چیز کی زیادتی کے طلب کرنے کا حکم نہیں دیا۔افسوس! آج کے اس پرفتن دور میں یہ قوم سماجی، اخلاقی، تعلیمی اعتبار سے تنزلی کی طرف جا چکی ہے۔غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ دینی اور دنیوی تعلیم کا رجحان ملت اسلامیہ کے بچوں اور نوجوانوں میں کس طرح قائم کیا جائے اور برقرار رکھا جائے یہ تمام اہل علم کی ذمہ داری ہے۔ مدارس اسلامیہ احیائے علوم دین کے مراکز ہیں، ان کی بقاء میں دین اسلام کی بقاء ہے، اگر مدارس اسلامیہ ختم ہو جائیں گے تو دین بھی باقی نہیں رہ سکتا، تعلیم کا موضوع اسلام میں انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔

علم کا کوئی سرا اور انتہاء نہیں، مثل مشہور ہے: **اطلبوا العلم من المهد الى اللحد**، علم کی جستجو میں لگے رہو گود سے لے کر قبر تک، حضرت عبادہؓ سے مروی ہے: **العلم خير من العبادة** علم عبادت سے بہتر ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے: **العلم حياة الاسلام وعماد الدين.** علم اسلام کی زندگی اور دین کا ستون ہے (کنز العمال:۱۰/۷۶)

تعلیم کے ذریعہ انسان اللہ تعالی کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ چنانچہ علم کا حاصل کرنا علم کو دوسروں تک پہنچانا بغیر کسی معاوضہ کے افضل قرار پایا۔ دینی تعلیم ہی وہ چیز ہے جو انسان کو انسان بناتی ہے۔اس سے فرد اور جماعت کو ترقی کا وسیلہ ملتا ہے، بالفاظ دیگر تعلیم ہی قوم وملت کی ترقی کا سبب ہے۔ مدارس اسلامیہ کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔ خصوصاً اس لادینی الحادی دور میں جب کہ ملک کے فرقہ پرست اور متعصب لوگ مدارس اسلامیہ اور مساجد کے خلاف ایک عالم گیر تحریک چلائے ہوئے ہیں، جن کے افکار وکردار سے بغاوت اسلام اور مسلم دشمنی کی بو نہیں بلکہ شعلے نکل رہے ہیں۔ضرورت ہے کہ ان اسلامی قلعوں میں شب وروز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دین کا آواز بلند ہو اور یہ ادارے اپنی تربیت میں ایسے افراد تیار کریں جو کفر وشرک، الحاد، بے دینی بدعقیدگی اور اسلام دشمنی کی تحریک چلانے والوں کا مردانہ وار مقابلہ کریں اور ان فرقہ پرستوں کو بتا دیں کہ آزاد ہندوستان میں ان ہی مدارس اسلامیہ اور علماء کرام کا کردار نمایاں ہے۔ اگر علماء کرام جنگ آزادی نہ لڑتے اور ملک کی آزادی کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگا کر اپنے خون کو پانی سے سستا نہ کرتے، گولیوں اور توپوں کا نشانہ نہ بنتے، پھانسی کے پھندوں کو نہ چومتے، قید وبند کی صعوبتوں کو برداشت نہ کرتے اور تختہ دار پر نہ چڑھتے تو کبھی بھی ملک انگریزوں کے ناپاک چنگل سے آزاد نہ ہوتا۔ یہ مدارس اسلامیہ اور علماء ہی کا احسان ہے کہ آج ہم ملک میں آزاد ہیں اور آزادی کا لطف اٹھا رہے ہیں اگر آج فرقہ پرست طاقتیں مدارس پر ترچھی نگاہ ڈال رہی ہیں تو وہ نکلتے سورج کا انکار کرنے کے مرادف ہے جو کسی بھی عقل مند سے مخفی نہیں۔

انگریزوں کی چال، مدارس کا زوال، علماء کا کمال

جنگ آزادی کے وقت علم دین کے مراکز مدارس اسلامیہ اجڑنے لگے تھے، پھر باقاعدہ انگریز حکومت کی زیر نگرانی ان قلعوں پر یلغار کر دی گئی، عیسائی مشنریوں کا ایک سیلاب امڈ پڑا تھا جو ہندوستان کے بھولے بھالے اور ناواقف مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں جکڑنے کی کوشش کر رہا تھا، اگر یہ مدارس اور ان کے فارغین وعلماء نہ ہوتے، چھوٹے چھوٹے مکاتب، بڑے بڑے مدارس اسلامیہ اور عظیم الشان دینی ادارے نہ ہوتے تو شاید یہ لوگ اپنے فریب میں کامیاب ہو جاتے۔

دعوت اسلام دینے والے علماء کرام اور داعیان حق کے بھی ذمہ داروں کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے خصوصاً طلبہ کے مسائل ومشکلات پر توجہ دیں حتی المقدور ان کی مدد کریں، مظلوموں کی حمایت مصیبت زدگان کی اعانت اور مریضوں کا علاج سب کچھ کرنا ہوگا۔اسی طرح کے کام کرنے سے مدارس اسلامیہ اور دعوت دین کے کام کو فائدہ پہنچے گا۔ یہ وہ کام ہیں جسے نبیوں، رسولوں نے بھی کیا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں حضرت عیسی علیہ السلام کے امور کی انجام دہی کا ذکر ہے۔

وابرئى الاكمه والابرص وحيى الموتى باذن الله و انبئكم بما تاكلون وماتدخرون فى بيوتكم ان فى ذلك لاية لكم ان كنتم مؤمنين .(آل عمران: ۵۰) "میں اللہ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا ہوں اور اللہ کے اذن سے مردے کو زندہ کرتا ہوں، میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔اگر تم ایمان رکھتے ہو۔"

اور حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ اس طرح ہے کہ ان کے زمانہ میں زبردست قحط پڑا۔اس کا انتظام آپ نے کیا اور بندگان خدا کو ہر طرح کی مدد پہونچائی، ان واقعات سے بتانا مقصود یہ ہے کہ ہر اہل ایمان خاص کر علم وحکمت سے نوازے جانے والے علماء حق ملک کی موجودہ صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے غفلت نہ برتیں ورنہ بارگاہ رب العزت والجلال میں جواب دہی کے لئے تیار رہیں۔

طلبہ کو مدارس کی تاریخ بتائیں، انہیں سمجھائیں کہ شاندار ماضی کی طرح تابناک مستقبل کی تعمیر کے لئے کیا ضروری ہے اور کس سے بچنا ہے۔طلبہ میں یہ جذبہ ابھارنا کہ وہ اپنے علم پر خود بھی عمل کریں اور اسے دوسروں تک پہنچائیں، بچوں اور طلبہ کی بھی تعلیم وتربیت ایک اہم دینی فریضہ ہے۔اس کی ادائیگی کی پوری فکر ہونی چاہئے، ورنہ سخت گرفت کا اندیشہ ہے۔رب العزت کا فرمان ہے: **أيها الذين آمنوا قوا انفسكم و اهليكم نارا وقودها الناس والحجارة عليها ملئكة غلاظ شداد لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون** اے ایمان والو! اپنی جانو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے ایندھن آدمی اور پتھر ہیں ان پر سخت کڑے فرشتے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتے اور جو انہیں حکم ہوا ہے وہی کرتے ہیں (سورہ تحریم:۵)

اس ذمہ داری میں والدین، اساتذہ کے ساتھ پوری ملت، معاشرہ بھی شریک ہے لیکن براہ راست ذمہ داری والدین اور اساتذہ پر عائد ہوتی ہے، اس لئے ان ہی لوگوں کو اس ضمن میں سب سے زیادہ فکرمند ہونا چاہئے خصوصاً آج کے حالات میں تو اس طرف زبردست توجہ دینے اور عمل کرنے کی ضرورت ہے، کیوں کہ معمولی کوتاہی اور غفلت نہایت خطرناک نتائج سے دوچار کر سکتی ہے۔ملت کی ضرورت کے اعتبار سے جو کچھ ہو رہا ہے وہ بہت کم ہے، تمام اہل علم ذمہ دار لوگ اور انجمنیں، ادارے ہر کوئی اپنی کوشش جاری رکھیں تا کہ اسلامی مراکز سے مرد مؤمن کی صفات کے حامل افراد تیار ہو کر نکل سکیں، مسلمانوں کے تمام مسائل کا حل تعلیم میں ہے۔ دستور ہند کے آرٹیکل ۳۰۱ میں کہا گیا ہے کہ ہر "اقلیت چاہے وہ مذہبی ہو یا لسانی اسے حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق تعلیمی ادارے قائم کرے اور چلائے" تعلیم ہی بے یار ومددگار مسلم قوم کیلئے نسخہ کیمیا ہے جس کی ذمہ داری والدین اور علماء کرام پر ہے۔

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۱۲/۱۱۰/۱۴۴۳ھ

(متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ مادھو پارہ پورنیہ)

چاندنی خاتون بنت محمد شبیر مقام بشن پور وارڈ نمبر ۸/ڈاکخانہ ٹولی کولا، ضلع پورنیہ۔فریق اول

بنام

محمد منظر ولد محمد مہیب مقام چھپر ملی ڈاکخانہ باراعیدگاہ ضلع پورنیہ۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مادھو پارہ ضلع پرنیہ میں عرصہ آٹھ ماہ سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعوی دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فورا اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۲۹رذی قعدہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۹رجون ۲۰۲۲ء روز بدھ بوقت ۹ربجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔فقط۔قاضی شریعت۔

بقیہ: موجودہ حالات کو بدلنے ...... ☆ وقت کی ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ ہم مسلکی اختلافات کو فروعات کا درجہ دیں۔ انہیں اصول کا درجہ نہ دیں۔ اصولی طور پر ملت اسلامیہ ایک جسد واحد کی مانند ہے۔ ہمارے اندر کشادہ دلی، توسع، وسعت ظرف ونظر ہو۔ایک دوسرے کی رائے کو محترم سمجھیں۔ مشترک مسائل مل جل کر حل کرنے کی اسپرٹ پیدا کریں۔

☆ اقتدار ایک ایسی طاقت ہے جس کے ہاتھ میں ملک کی لگام ہوتی ہے۔اس لیے اقتدار اور ملکی سیاست پر اثر انداز ہونا ضروری ہے۔ ملت کا اپنا ایک Political Setup ہونا چاہیے۔موجودہ حالات میں یہ مناسب نہیں کہ مسلمانوں کی اپنی ایک سیاسی پارٹی ہو اور نہ ہی یہ مفید ہے البتہ ان کا اپنا ایک Group ضرور ہونا چاہیے۔

☆ ہماری ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے لیے مسائل پیدا کرتے ہیں۔ کسی کی ترقی ہماری آنکھ کو نہیں بھاتی۔ اسے نیچے کھینچ لانا، اس کی راہوں میں رکاوٹیں کھڑی کرنا ہمارا مزاج بن گیا ہے۔ یہ مزاج ہمیں بدلنا ہوگا۔ نہ صرف یہ کہ دوسروں کی ترقی پر خوش ہونا بلکہ لوگوں کو اوپر اٹھانے کو اپنا شیوہ بنانا ہوگا۔ کم از کم یہ مزاج تو بنانا ہی ہوگا کہ اگر ہم کسی کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو اپنی ذات سے کسی کو نقصان تو نہ پہنچائیں۔

☆ ایک اہم کام یہ ہے کہ ہماری ملت مختلف رسوم وخرافات میں مبتلا ہے۔اس کا قیمتی وقت اور پیسہ لایعنی رسموں کی ادائیگی میں صرف ہو رہا ہے۔ ملت کو ان خرافات ورسوم سے نکال کر اسراف وفضول خرچی سے بچائیے۔ شادی بیاہ کی فضول رسمیں، تیوہار وتقریبات کی غیر اسلامی شکلیں، لایعنی وفضول دعوتیں، ان سب میں ملت کا قیمتی سرمایہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ یہی سرمایہ اور وقت اگر ملت کے مثبت، ایجابی اور تعمیری کاموں میں خرچ ہو تو اس سے ملت کے بہت سے تشنہ اور ضروری کام پایہ تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

طب وصحت

ہڈیاں اور ہماری غذا

فریدہ نرگس

ہڈیاں ہمارے جسم کے ٹشوز (tissues) کو سہارا دیتی ہیں۔ان کے بغیر ہمارا جسم جیلی کی طرح ہوگا۔ڈھانچے کی وجہ سے ہم حرکت کرتے ہیں اور یہ ہمارے اندرونی اعضاء کو حفاظت میں رکھتا ہے۔ہڈیاں پروٹین اورminerals کے ملاپ سے بنتی ہیں۔ان میں اہم ترین کیلشیم،فاسفیٹ اور میگنیشیم ہیں۔ایک بالغ انسان کی ہڈیوں میں تقریباً ایک کلوکیلشیم ہوتا ہے۔جو فاسفیٹ کے ساتھ مل کرایک مرکب بناتا ہے۔

تمام عمر ہڈیوں کومضبوط رکھنے کے لیے ہڈیوں کا صحت مند ہونا بہت ضروری ہے۔خاص طور پر بچپن اورلڑکپن میں ہڈیوں کا صحت منداور مضبوط بنانا بہت اہم ہے تاکہ آنے والی عمر میں ہڈیوں کی بیماریوں،خاص طور پر Osteoporosis سے بچا جاسکے۔بہت سے لوگ خاص طور پر خواتین menopause کے بعداس کا شکار ہوجاتے ہیں۔Osteoporosis میں ہڈی کمزور ہونے کے بعد شکستہ ہوجاتی ہیں جس کے باعث آسانی سے ٹوٹ جانے کے بعد دیر میں آرام پاتی ہیں۔جوانی میں ہڈیوں کی مناسب دیکھ بھال سے بڑھاپے میں ایسی مشکلات سے بچا جاسکتا ہے۔

لڑکپن میں انسان کوکیلشیم کی بہت ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس عمر میں ہڈیاں بہت تیزی سے بن رہی ہوتی ہیں۔مناسب غذااورورزش سے اس ضرورت کوپورا کیاجا سکتا ہے۔اس عمر میں انسان کی ہڈیوں کی 25فیصد نشوونما ہوچکی ہوتی ہے۔بلوغت کے آغاز میں ہماری نشوونما اپنی انتہا پر ہوتی ہے،عمر کے اسی حصہ میں ہڈیوں کی نشوونما نوے فیصد مکمل ہوجاتی ہے۔صحت مند ہڈیوں کے لیے متوازن غذا کا استعمال ضروری ہے۔بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ دودھ سے بنی ہوئی اشیاء ہڈیوں کے لیے مفید ہیں، کیونکہ ان میں کیلشیم پایا جاتا ہے۔البتہ بہت سے لوگ یہ نہیں جانتے کہ پروٹین، وٹامن اور منرلز، جوکہ دودھ سے بنی ہوئی اشیاء کے علاوہ عام خوراک میں پائے جاتے ہیں،ہڈیوں کی صحت کے لیے،بہت ضروری ہیں۔

جسم کے خلیوں کی مرمت بشمول ہڈیوں کے خلیوں کے لیے پروٹین کی ضرورت ہوتی ہے۔ایک مرد کو 56 گرام اورایک عورت کو 46 گرام پروٹین روزانہ چاہیے۔جانوروں سے حاصل ہونے والی غذا مثلاً گوشت،مچھلی،دودھ کی اشیاء اور انڈے وغیرہ پروٹین کامکمل ذریعہ ہیں۔جبکہ پودوں سے حاصل ہونے والی غذا مثلاً دالیں اور سبزیاں ایک نامکمل ذریعہ ہیں۔گوکہ دالیں نامکمل پروٹین پر مشتمل ہوتی ہیں لیکن اگر ان کوپھلوں اور سبزیوں کے ساتھ ملاکر 24 گھنٹوں کے دوران ہی استعمال کیاجائے تو آپ پودوں کے ذریعے مکمل پروٹین حاصل کرسکتے ہیں۔

دودھ سے بنی ہوئی اشیاء نہ صرف وٹامن ڈی اور کیلشیم مہیا کرتی ہیں بلکہ ان میں ہڈیوں کی صحت کے اوراجزا بھی پائے جاتے ہیں۔ان میں سے ایک فاسفورس بھی ہے جس کا 85فیصد حصہ ہڈیوں میں پایا جاتا ہے۔دودھ سے بنی ہوئی اشیاء میں پوٹاشیم، وٹامن اے اور پروٹین بھی پائے جاتے ہیں جو ہڈی کی نشوونما کے لیے اہم ہیں۔اگرخواتین menopause کوپہنچ چکی ہیں تواپنی خوراک میں 1200 ملی گرام کیلشیم کا روزانہ ہدف رکھیں جوکہ چارگلاس دودھ یادہی کے برابر ہے۔

Enzymes ایک مضبوط ہڈی کی بناوٹ کے لیے بہت ضروری ہیں۔پھل اور سبزیاں ایسے اجزا کی حامل ہیں جوان enzymes کے کام کرنے میں مدد دیتے ہیں۔پھل اور سبزیاں آئرن،پوٹاشیم،وٹامن 'سی' اور 'کے' کا ذریعہ ہیں۔سبز پتوں والی سبزیوں میں وٹامن اے اور میگنیشیم پائے جاتے ہیں جو ہڈیوں کی density mineral کی بہتری میں مدد کرتے ہیں،سبزیوں میں سے نامکمل پروٹین بھی حاصل کیے جاتے ہیں۔Enzymes کے مثبت کام کرنے کے لیے جن minerals کی ضرورت ہوتی ہے اس کی کافی مقدار تمام قسم کی دالیں مہیا کرتی ہیں،جن میں copper,iron,zinc اور mapganese شامل ہیں۔تمام دالیں میگنیشیم حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ہمارے جسم کے میگنیشیم کا 60فیصد حصہ ہڈیوں میں پایاجاتا ہے۔

بہت سی غذائیں ہڈیوں کی کمزوری اور جسم میں کیلشیم کوجذب کرنے کی رفتار کومتاثر کرتی ہیں۔کیلشیم وہ کیمیائی جزو ہے جو ہڈیوں کی مضبوطی اور نشوونما کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔ایسی غذائیں جو ہڈیوں کی صحت کو متاثر کرتی ہیں آئندہ زندگی میں ہڈیوں کی بیماریوں کا موجب بنتی ہیں۔

نمک ایک مضبوط ڈھانچے کی افزائش میں ایک رکاوٹ ہے۔تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ postmenopausal خواتین جن کی خوراک میں نمک کی زیادتی ہوتی ہے،اُن کی ہم عمر باقی خواتین کی نسبت ہڈیوں میں minerals کی مقدار کم پائی جاتی ہے۔ہڈیوں کونقصان پہنچانے والے تمام عوامل میں سے نمک نہ قابو پاسکنے والی واحد رکاوٹ ہے۔تقریباً تمام foodsprocessed میں نمک پایا جاتا ہے۔نمک دانی کودسترخوان سے ہٹاکر نمک کے استعمال میں کمی لائی جاسکتی ہے لیکن ممکنہ حد تک فاسٹ فوڈز مثلاً پیزہ، برگروغیرہ اور بیکری کی اشیاء مثلاً ڈبل روٹی وغیرہ میں بھی نمک کا کم استعمال کرنا چاہیے۔اگرآپ جانتے ہیں کہ آپ نمک کی مقدار کوکم نہیں کرسکتے تو پوٹاشیم کا بھرپور استعمال کریں،مثلاً کیلے،ٹماٹر، مالٹے کارس۔پوٹاشیم،کیلشیم کی کمی کوپورا کرنے میں مدد دیتا ہے۔

بہت سے مشروبات مثلاً کوکا کولا،پیپسی کولا وغیرہ فاسفورک ایسڈ پر مشتمل ہوتے ہیں۔زیادہ فاسفورس جسم سے نہ صرف کیلشیم کوخارج کرتا ہے بلکہ اس کے حصول میں بھی رکاوٹ ہے۔فاسفورس آپ کے پیشاب کے ذریعے آپ کے جسم سے کیلشیم خارج کرتا ہے۔تقریباً تمام drinkssoft ہی کیلشیم کوکم کرتے ہیں،جن سے خواتین میں Osteoporosis کے خطرات میں اضافہ ہوتا ہے۔کبھی کبھار پی لینا تو ٹھیک ہے مگر اگر اسے روزمرہ کا معمول بنالیا جائے تو یہ صحت کے لیے نقصان دہ ہے۔اعداد وشمار کے مطابق بہت سے لوگ اسے روزانہ استعمال کرتے ہیں۔

کیفین ہڈیوں میں سے کیلشیم اور اُن کی طاقت چوس لیتی ہے۔ہر 100 ملی گرام کیفین کے استعمال سے 6 ملی گرام کیلشیم ضائع ہوتا ہے۔جب ہماری غذا میں کیلشیم کی مناسب مقدار شامل نہیں ہوتی تو یہ چیز بیماریوں کا پیش خیمہ ہوجاتی ہے۔ایک اچھی خبر یہ ہے کہ اگر کیفین کی ایک دن کی مقدار کو 300 ملی گرام تک محدود کیا جائے اور غذا میں کیلشیم کی مقدار اطمینان بخش ہو تو کیفین کے کیلشیم پر بداثرات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔کافی (coffee) کیفین کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔کافی (coffee) کے ایک سولہ اونس (16oz) کے کپ میں 320 ملی گرام کیفین ہوتی ہے۔بعض مشروبات کے ایک گلاس میں 80 ملی گرام کیفین ہوتی ہے۔بے شک چائے میں بھی کیفین پائی جاتی ہے لیکن تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ نقصان دہ نہیں ہے بلکہ بوڑھی خواتین میں ہڈیوں کی طاقت بڑھانے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔باوجود اس کے کہ وہ دودھ کا استعمال کرتی ہیں یا نہیں۔محققین کی رائے میں چائے ایسے اجزا کی حامل ہے جو ہماری ہڈیوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

ایک مضبوط اور صحت مند انسان کے لیے ضروری ہے کہ ہرعمر اور ہرحال میں اپنی ہڈیوں کا خیال رکھا جائے۔ہڈیوں کوعمر کے ہر حصے میں مضبوط رکھنے کے لیے کچھ تجاویز دی جاتی ہیں۔

ہفتہ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

ہندوستانی عازمین حج کا پہلا قافلہ 31 مئی کوروانہ ہوگا

حج ۲۲۰۲ کے اخراجات میں اضافہ ہونے کی توقع ہے کیونکہ ہندوستان کے کوٹہ میں کمی کے پیش نظر عازمین کی تعداد میں کمی واقع ہوئی ہے۔ہندوستانی عازمین کے لیے حج کی لاگت تقریباً تین لاکھ ۵۰ ہزار فی حاجی ہوسکتی ہے حج کمیٹی کے اعلیٰ عہدیدار نے یہ بات بتائی۔سنٹرل حج کمیٹی آف انڈیا کے چیئرمین عبداللہ کٹی نے بتایا کہ سنٹرل حج کمیٹی تمام تیاریوں کوحتمی شکل دینے کے لیے جنگی پیمانے پرکام کررہی ہے اور ۳۱رمئی ۲۲۰۲ کو پہلی پرواز کے سعودی عرب پہنچنے کا امکان ہے۔چیئرمین سنٹرل حج کمیٹی نے کہا کہ اس سال 79362 عازمین میں سے 56301 عازمین حکومت کے زیر انتظام مرکزی حج کمیٹی کے ذریعے حج کریں گے اور باقی عازمین آپریٹرز کے ذریعے حج کریں گے۔انہوں نے کہا کہ ہندوستان سے سعودی عرب کے لیے ہرشہر کے لیے پرواز کی قیمت مختلف ہوگی،اس کی وضاحت کرتے ہوئے عبداللہ کٹی نے کہا کہ گوہاٹی،آسام سے ایک عازمین کے لیے ہوائی کرایہ ایک لاکھ 25 ہوتا ہے جو ہندوستان میں سب سے زیادہ ہے اور ممبئی سے اس کی قیمت 65,000 روپے ہے۔جوسب سے کم ہے چیئرمین نے یہ بھی بتایا کہ اس سال عازمین کولے جانے کے لیے ایئرانڈیا کی کوئی پرواز نہیں ہوگی۔انہوں نے مزید کہا کہ سعودی عربین ایئرلائنز،فلائناس اوراسپائس جیٹ عازمین حج کولے جائیں گی۔انہوں نے کہا کہ اس مرتبہ ایمبرکیشن پوائنٹس کو 21 سے کم کرکے 10 کردیا گیا ہے تاہم حیدرآباد ایک ایمبارکیشن پوائنٹ کے طور پر رہے گا جبکہ کچھ دوسرے شہر سے ختم کردیے گئے۔عبداللہ کٹی نے کہا کہ مدینہ منورہ میں حجاج کی رہائش کوحتمی شکل دے دی گئی ہے، جہاں تمام عازمین مرکزی علاقے میں قیام کریں گے۔مکہ مکرمہ میں تمام حاجیوں کوعزیزیہ کے علاقے میں رکھے جائیں گے،تاہم کرایہ کے معاہدے پرابھی دستخط نہیں ہوئے۔

جوہر یونیورسٹی کے لیے سپریم کورٹ میں داخل کی گئی عرضی

رام پور کی جوہر یونیورسٹی کے کچھ حصوں کومنہدم کیے جانے کا اندیشہ ظاہر کرتے ہوئے قدآور سیاسی رہنما اعظم خان نے سپریم کورٹ میں ایک عرضی داخل کی ہے۔اعظم خان کے وکیل نظام پاشا نے عرضی میں جسٹس ڈی وائی چندر چوڑ کی صدارت والی تعطیل بنچ سے کہا کہ "ضمانت دیتے وقت الہ آباد ہائی کورٹ کی طرف سے لگائی گئی شرطوں کے مطابق یونیورسٹی کی تقریباً13 ہیکٹیر زمین ضلع انتظامیہ نے اپنے قبضے میں لے لی ہے۔"عرضی میں کہا گیا ہے کہ ضمانت دیتے وقت ایسی شرط تھوپنا غلط ہے،اب احاطہ کی دوعمارتیں منہدم کرنے کی تیاری ہے۔اس تعلق سے بنچ نے کہا کہ عرضی کو لسٹ کرانے کے لیے رجسٹرار کے سامنے رکھیں۔دراصل رام پور کے ضلع مجسٹریٹ روندر کمار مندار نے میڈیا سے بات کرتے ہوئے کہا تھا کہ ہائی کورٹ نے ہدایت جاری کی ہے جس کے تحت جو 'انیمی پراپرٹی' ہے اسے کسٹوڈین محکمہ کو واپس دیا جائے۔جوہر یونیورسٹی میں 13 ہیکٹیر زمین پر قبضہ کرواپس لیا جانا ہے جس کے لیے کارروائی کی جارہی ہے۔انھوں نے کہا کہ 30 جون تک اس عمل کو پورا کرنا ہے۔

قطب مینار کے احاطے میں واقع مغل مسجد میں نماز پر پابندی

قطب مینار احاطے میں واقع مغل مسجد کے امام نے محکمہ آثار قدیمہ پر الزام عائد کیا ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ یہاں ۱۳رمئی سے نمازوں پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔ان کے مطابق برسوں سے وہ نماز پڑھارہے ہیں اس سے قبل نماز پر کبھی پابندی نہیں عائد کی گئی تھی۔انہوں نے کہا کہ ۱۰رستمبر ۱۹۷۶ سے میں دہلی وقف بورڈ کی طرف سے میں نماز پڑھا رہا ہوں،۴۶رسال کا عرصہ گزر چکا ہے یہاں حالات ٹھیک تھے،کبھی کوئی وقت و پریشانی نہیں تھی مگر اچانک ۱۳رمئی بروز جمعہ سے یہاں نئی پریشانی ہوگئی ہے مسجد قطب مینار میں محکمہ آثار قدیمہ والوں نے نماز پڑھنے اور پڑھانے سے ہمیں روک دیا ہے۔انہوں نے کہا کہ جب سے نماز یہاں نہیں ہورہی ہے،کچھ پتہ نہیں اندر کیا ہورہا ہے ہمیں مسجد میں نہیں جانے دیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ پہلے تو وہ لوگ ہم سے کہتے رہے کہ تمہاری حفاظت کے لئے یہ سب کیا جارہا ہے،جب نماز کا وقت آیا تو ہمیں دفتر میں بلالیا گیا اور وہاں کہا گیا کہ یہاں نماز پر پابندی عائد کردی گئی ہے۔آپ یہاں نماز نہیں پڑھاسکتے۔انہوں نے کہا کہ ہم نے ان لوگوں سے کہا کہ آج جمعہ ہے ہمیں جمعہ کی نماز تو پڑھنے دیں لیکن انہوں نے سختی سے منع کردیا۔انہوں نے کہا کہ یہاں نماز پنج گانہ کے علاوہ جمعہ،عید،بقرعید اور نماز تراویح بھی ہوتی تھی،کوئی پریشانی نہیں تھی ابھی نیا فتنہ پتہ نہیں کہاں سے مصیبت لے کر آگیا ہے مسجد کو بند کردیا گیا ہے۔انہوں نے اپنا یہ ویڈیو بیان انڈیا اسلامک سینٹرل کلچرل سے جاری کیا ہے۔انہوں نے اسلامک سینٹرل کلچرل کے روح رواں سراج الدین قریشی سے کہا کہ ہماری بات انتظامیہ تک پہنچادی جائے اور مسجد کوکھلوانے کی پوری کوشش کی جائے تاکہ یہاں دوبارہ نماز ادا کی جاسکے۔

Volume:62/72,Issue:20 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

فیصلہ لکھا ہوا رکھا ہے پہلے سے خلاف
آپ کیا صاحب عدالت میں صفائی دیں گے
(وسیم بریلوی)

ملکی معیشت کا ایماندارانہ تجزیہ

عبیداللہ ناصر

ہندوستانی معیشت کی صحت کو لے کر ایک ہی دن میں دو سب سے بڑے ذمہ داروں کے متضاد بیانات اخبارات میں شائع ہوئے۔ ایک طرف وزیراعظم نریندر مودی کہتے ہیں کہ ہندوستان تیزی سے ایک مضبوط معیشت کی جانب بڑھ رہا ہے، دوسری جانب ریزرو بینک کی رپورٹ میں کہا گیا کہ ہندوستانی معیشت کی صحت سدھرنے میں ابھی 15 سال لگیں گے۔ ملک کے جو حالات ہیں اور عوام جو اپنی روزمرہ کی زندگی میں جھیل رہے ہیں، اس کو دیکھا جائے تو وزیراعظم کا بیان ان کا یہ ایک اور جملہ لگتا ہے۔ ہوش ربا گرانی، بے انتہا بے روزگاری ہے جسے ہم آپ سبھی محسوس کر رہے ہیں، ایسے میں اگر کوئی سبز باغ دکھانے کی کوشش کرے تو اس کی ذہنی نوعیت پر شک ہونا لازمی ہے۔ سبھی ضروری اشیا کی قیمتیں آسمان چھو رہی ہیں، آٹا، چاول، دالیں، خوردنی تیل، رسوئی گیس، دوائیں کون سی ایسی چیز ہے جس کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ نہ ہو رہا ہو۔ روزگار کی حالت یہ ہے کہ گزشتہ پانچ برسوں میں دو کروڑ دس لاکھ جاب گھٹے ہیں اور اس سے بدتر حالت یہ ہے کہ 45 کروڑ نوجوانوں نے روزگار ملنے کی امید ہی ترک کر دی ہے۔ سوچئے کہ ان نوجوانوں کی ذہنی حالت کیا ہوگی، وہ کس قدر مایوس ہو چکے ہوں گے۔ کتنے نوجوانوں نے ملازمت نہ ملنے کی وجہ سے خودکشی کر لی اور ان میں سے کتنوں نے سماج دشمن سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ ان نوجوانوں کے کندھوں پر ملک کی تعمیر کا بوجھ ہے، جب کہ کندھے ہی ٹوٹ چکے تو یہ ملک کی کیا تعمیر کریں گے۔ ہاں ان کا من مانا استعمال ضرور کیا جا سکتا اور آج یہ سب ہمارے سامنے ہے، یہ جو مذہبی جلوسوں میں، فرقہ وارانہ تشدد آمیز نعرے لگاتے ہیں، مارکاٹ فتنہ فساد کر رہے ہیں، یہ وہی بے روزگار مایوس نوجوان ہیں جن کو جان بوجھ کر ایک سازش اور ایک غلط مقصد کے لیے بے روزگار رکھا جا رہا ہے اور اپنی سیاست کی بھٹی کا ایندھن بنایا جا رہا ہے۔

جو حالات ہیں، ان میں یہ یقینی ہے کہ ضروری اشیا خاص کر اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں ابھی اور اضافہ ہوگا۔ اس سال آوارہ جانوروں سے پریشان کسانوں نے گیہوں کم بویا، اس کے بجائے سرسوں اور ایسی فصلوں کو زیادہ بویا جو جانور نہیں چرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ گیہوں کی پیداوار کم ہوئی موسم کی مار کی وجہ سے گیہوں کا دانہ بھی عام طور سے پتلا ہوا، سرکاری نرخ پر ہی پرائیویٹ کمپنیوں نے خریداری کی تو سرکاری خریداری کم ہوئی، اسٹاک کنٹرول کا قانون ختم ہو جانے سے پرائیویٹ کمپنیاں من مانا اسٹاک رکھ سکیں گی جبکہ حکومت نے مفت غلہ تقسیم کر کے اپنا اسٹاک کافی کم کر دیا ہے، خریداری بھی کم ہوئی ہے یعنی بڑی ہوشیاری سے غذائی خود کفالت نجی ہاتھوں کو منتقل کی جا رہی ہے۔ اگلے چند برسوں میں یہی کمپنیاں آٹا، دال، چاول کا من مانا بھاؤ طے کریں گی اور ہم آپ اسی بھاؤ پر مگر خوبصورت پیکنگ میں لینے کو مجبور بھی ہوں گے اور خوش بھی ہوں گے جیسے آج بوتل کا پانی پی کر خوش ہوتے ہیں، شان سمجھتے ہیں۔ خوردنی تیل کا معاملہ بھی خطرناک ہو سکتا ہے۔ سرسوں کی اچھی اور زیادہ پیداوار کے باوجود سرسوں کے تیل کے دام کیوں نہیں گرے، یہ سوال اپنی جگہ ہے، مگر آگے کیا ہوگا؟ انڈونیشیا نے پام آئل کی سپلائی روک دی ہے، روس یوکرین جنگ کی وجہ سے سورج مکھی کے تیل کی سپلائی متاثر ہو رہی یعنی آٹا، دال چاول، رسوئی گیس، مرچ مصالحہ کے ساتھ ساتھ خوردنی تیل بھی مہنگا ہونے کے پورے امکان ہیں، ریزرو بینک کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ کورونا سے معیشت کی جو تباہی ہوئی ہے، اس کی بھرپائی کرنے میں کم سے کم 15 سال لگ جائیں گے۔ ریزرو بینک نے اپنی رپورٹ میں کورونا سے معیشت کو ہوئے نقصان کا ذکر کیا ہے جو نصف سچ ہے، مکمل سچ اور تلخ حقیقت یہ ہے کہ ہندوستانی معیشت کا بھٹہ نوٹ بندی سے بٹھا دیا گیا تھا، اس کے بعد مکمل تیاری کئے بغیر سوچے سمجھے جی ایس ٹی لاگو کر دینے سے معیشت کا جو نقصان ہوا ہے، اس پر کورونا کی تباہی کوڑھ میں کھاج ثابت ضرور ہوئی لیکن کورونا ہی ہندوستانی معیشت کی تباہی کا واحد ذمہ دار نہیں ہے، یہ بات نہ ریزرو بینک تسلیم کرے گا، نہ حکومت تسلیم کرے گی اور نہ ہی بھکت لیکن حقیقت حقیقت ہی ہوتی ہے۔ آج ہندوستانی معیشت کی حالت یہ ہے کہ اس پر 135 لاکھ کروڑ کا قرض ہے جو 2014 میں محض 54 لاکھ کروڑ تھا۔ موجودہ قرض ہماری مجموعی گھریلو پیداوار (جی ڈی پی) کا تقریباً اسّی فیصد ہے، سوچئے اتنی بڑی رقم کا سود ہی ہماری معیشت پر کتنا بڑا بوجھ ہوگا۔ اس کے علاوہ آزادی کے بعد سے پہلی بار ریزرو بینک سے ایک لاکھ 46 ہزار کروڑ روپے جو اس کا ایمرجنسی فنڈ تھا وہ بھی لے لیا گے، یہ وہ فنڈ ہے جو سابقہ حکومتوں نے چین اور پاکستان سے ہوئی جنگوں میں بھی نہیں لیا تھا، یہ سب پیسہ کہاں گیا؟ نہ کوئی یہ سوال پوچھتا ہے، نہ چینلوں پر اس پر کوئی مباحثہ ہوتا ہے۔ آج بجلی کو لے کر ہاہاکار مچا ہوا ہے، بجلی گھروں میں کوئلہ نہیں ہے، کول انڈیا کنگال ہے جبکہ اڈانی کے پاس کوئلہ کے بھنڈار بھرے پڑے ہیں۔ اس سے پہلے بھی کبھی کسی نے سنا تھا کہ ملک میں تقریباً سات سو ٹرینوں کو روک دیا گیا ہے تاکہ ریلوے کوئلہ کی ڈھلائی کر سکے۔ سرکار کے پاس کوئلہ نہیں اور ایک نجی کمپنی کے پاس کوئلہ کا بھنڈار ہے۔

یہ درست ہے کہ روس اور یوکرین کی جنگ کی وجہ سے عالمی معیشت مشکلات سے دوچار ہوئی ہے اور سبھی ملکوں پر اس کا اثر پڑا ہے، ہندوستان بھی اس سے اچھوتا نہیں ہے لیکن ہمیں اپنے اندرونی معاشی مینجمنٹ کو بھی دیکھنا ہوگا، مرکز اور ریاستی حکومتیں جس بے دردی سے غیر پیداواری مدوں میں رقم خرچ کر رہی ہیں، چاہے پبلسٹی پر بے تحاشہ رقم خرچ کرنا ہو، چاہے فری راشن تقسیم کرنا ہو اور چاہے آستھا کے نام پر غیر آئینی مدوں پر رقم خرچ کرنا ہو، جس بے دردی اور غیر ذمہ داری سے پیسہ خرچ کیا جاتا ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ ایک میٹنگ میں کچھ سینئر افسروں نے ہمت سے کام لیتے ہوئے وزیراعظم سے براہ راست کہا کہ جس طرح فضول خرچی ہو رہی ہے، فری راشن وغیرہ تقسیم کیا جا رہا ہے، وہ نہ روکا گیا تو ہندوستان کے سری لنکا بننے میں زیادہ دن نہیں لگیں گے۔ ظاہر ہے ان افسروں کی ان باتوں کا سرکار پر کوئی اثر نہیں ہونا تھا اور نہ ہی ہوا، پھر بھی ان افسروں نے اپنا فرض منصبی بھی ادا کیا اور فرض کفایہ بھی، جس کے لیے ان کی تعریف کی جانی چاہیے۔

ایک طرف یہ حالات ہے، دوسری طرف مسلم دشمنی کی افیم پلا کر عوام کو تلخ حقائق سے بے خبر ہی نہیں رکھا جا رہا ہے بلکہ لفاظی جھوٹے پروپیگنڈے، میڈیا کے ذریعہ پھیلائی جا رہی نفرت سے انہیں متشدد اور نفرتی بنایا جا رہا ہے، ادھر جان بوجھ کر ملک کی معیشت کو کھوکھلا کیا جا رہا ہے جبکہ ہمارے ملک کا ایک کارپوریٹ گھرانہ دنیا کے پانچ امیر ترین لوگوں میں شمار ہونے لگا ہے۔ بار بار پانچ ٹریلین معیشت کا خواب دکھایا جا رہا ہے لیکن کسی کونے سے یہ آواز نہیں اٹھ رہی ہے کہ جب صنعتی شرح نمو ابھی بھی منفی ہے، بے روزگاری گزشتہ پچاس سال کا ریکارڈ توڑے ہوئے ہے، نوٹ بندی، جی ایس ٹی اور پھر کورونا کی وجہ سے تیس کروڑ لوگ خط افلاس سے نیچے جا چکے ہیں، سرکاری خرچ چلانے کے لیے پبلک سیکٹر کی کمپنیوں کو مٹی کے مول بیچا جا رہا ہے، بینکوں کا ناقابل واپسی قرض بڑھتا جا رہا ہے، بڑے بڑے صنعتی اور کارپوریٹ گھرانوں کی ٹیکس میں چھوٹ دی جا رہی ہے جس کی بھرپائی پٹرول اور ڈیزل کے داموں میں اضافہ کر کے کی جاتی ہے۔ ملک میں سماجی حالات کی وجہ سے نہ صرف بیرونی سرمایہ کاری قریب قریب ٹھپ ہے بلکہ کئی کمپنیاں یہاں سے اپنا کاروبار سمیٹ رہی ہیں۔ ممتاز صنعت کار محترمہ کرن مجمدار شا بہت پہلے ان حالات کے خلاف آگاہی دے چکی تھیں مگر کسی کے کان پر جوں نہیں رینگی اور کم و بیش اب بھی کسی جانب سے اصلاح کی امید نہیں دکھائی دیتی، ایسا لگتا ہے جیسے جان بوجھ کر ملک کو ایک بہت بڑی معاشی اور سماجی تباہی کی طرف دھکیلا جا رہا ہے۔ ان حالات پر فوری توجہ ضروری ہے، ورنہ سری لنکا جیسی حالت سے ہم بہت دور نہیں ہیں۔

مولانا سجاد میموریل اسپتال
امارت شرعیہ میں

ضرورت ہے
۱۔ منیجر
۲۔ لیڈی ڈاکٹر
۳۔ لیب ٹیکنیشین

مولانا سجاد میموریل اسپتال امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں مندرجہ ذیل عہدوں کیلئے درخواست مطلوب ہیں۔

۱۔ منیجر: اس عہدہ کیلئے تعلیمی لیاقت ہاسپٹل مینیجمنٹ / ایم بی اے (ایڈمنسٹریشن) اور کم از کم ہاسپٹل میں کام کرنے کا تین سال کا تجربہ ہو۔

۲۔ لیڈی ڈاکٹر (گائنی): اس عہدہ کیلئے تعلیمی لیاقت ایم بی بی ایس / بی یو ایم ایس کے ساتھ گائنی میں کام کرنے کا تین سال کا تجربہ ہو۔ واضح ہو کہ نائٹ ڈیوٹی کیلئے یہ عہدہ خالی ہے۔

۳۔ میڈیکل لیبوریٹری ٹیکنولوجسٹ: اس عہدہ کیلئے تعلیمی لیاقت بی ایم ایل ٹی کے ساتھ کم از کم تین سال کا کسی میڈیکل لیبوریٹری میں کام کرنے کا تجربہ ہو اور سبھی مشینوں کی جانکاری ہو۔

خواہش مند حضرات مندرجہ ذیل پتہ پر اپنی درخواستیں رجسٹرڈ ڈاک یا ای میل admin@msm-hospital.com پر ارسال کر سکتے ہیں۔

درخواست بھیجنے کی آخری تاریخ 16.06.2022 تک ہے۔

پتہ: سکریٹری مولانا سجاد میموریل اسپتال، مارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ۔ 801505

مزید سلومات کیلئے موبائل نمبر
9835041207 پر رابطہ کریں۔

سہیل احمد ندوی
سکریٹری مولانا سجاد میموریل اسپتال

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطه اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Scanned with CamScanner